تفصیلات کتاب

نام کتاب	:	رِسالَتان
مرتب	:	ابومحمد موسیٰ بن عبدالجلیل باحجاج
صفحات	:	۹۶
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
سنہ اشاعت	:	اگست ۲۰۰۸ء-۱۴۲۹ھ
کتابت	:	ابومحمد موسیٰ بن عبدالجلیل باحجاج
طباعت	:	محمد انواراللہ- 9390045494
قیمت	:	۲۰/- روپے Price 20/-

ناشر

محمد بن عبود باکوبن

9885832023

کتاب ملنے کا پتہ

مسجد محمدیہ بارکس، ممتاز باغ، متقول یافعی گلشن، حیدرآباد-۵

حافظ وقاری مولانا شیخ احمد بن صالح باوزیر حفظہ اللہ، کامل جامعہ نظامیہ، حیدرآباد دکن

رابطہ کیلئے: 9985150039

فہرست رسالۂ اوّل فقه السنة

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حافظ وقاری شیخ احمد بن صالح باوزیر حفظہ اللہ

کامل جامعہ نظامیہ، امام مسجد محمدیہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم اما بعد:

اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی پر اپنا خاص فضل فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے، "من یرد اللہ بہ خیرا یفقه فی الدین" مبارک ہے وہ حضرات جو اللہ کی اس نعمت سے خود بھی مستفیض ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی استفادہ کا موقع عطا کرتے ہیں۔

انہیں حضرات میں قابل قدر "ابومحمد موسیٰ بن عبدالجلیل باحاج صاحب" ہیں جنہوں نے عامۃ المسلمین کے لئے جن مسائل کی ضرورت تھی وہی خاص مسائل اپنی کتاب "رسالتان" میں جمع فرمایا۔ اور اس کتاب میں دو مشہور کتابوں سے ترجمہ کرکے ہر ایک مسلک چاہے وہ سنی ہو یا وہابی انکے لئے دلیل قائم فرمائی۔ کیونکہ اکثر دیکھنا میں آرہا تھا کم علم جاہل اپنی کم معلومات کی وجہ سے سنت کو بھی بدعت کہہ رہے تھے، اب ان کے لئے اس کتاب میں وہ واضح دلائل پیش کئے گئے ہیں جن کے ذریعہ وہ ہدایت پاسکتے ہیں، اور اپنے لئے ایصال ثواب وصدقات کے ذریعہ آخرت کا ذخیرہ جمع کرسکتے ہیں، کیونکہ اس کتاب میں جمعیت اہل حدیث کے دو مشہور علماء کی کتابوں سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ علامہ ابن قیمؒ کی "کتاب الروح" سے اور سید سابقؒ کی کتاب "فقه السنة" سے جس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ سنت وبدعت میں تمیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

واللہ ولی التوفیق

حافظ وقاری شیخ احمد بن صالح باوزیر

کامل جامعہ نظامیہ، امام مسجد محمدیہ

AL-QURMOSHI INSTITUTE
OF BUSINESS MANAGEMENT & COMPUTER SCIENCES
(A Self-Financing Muslim Minority Institution)
Approved by AICTE, Affiliated to Osmania University.
18-11-26/7, Jamal Banda, Barkas, Hyderabad - 5. ☎ 24442443, Tele / fax : 040-24449032.
Website. alqurmoshi.org. Email : alqurmoshi@yahoo.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً - عزیزی ابو حمد موسیٰ بن عبدالجلیل باحجاج حفظہ اللہ
دینی مزاج رکھنے والے جوان صالح ہیں اور ایک عرصہ سے امارات میں مقیم ہیں
زبان عربی میں مہارت رکھتے ہیں سنی عقیدہ پر کاربند ہیں اس عقیدہ
کی اشاعت واستحکام سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں اس سلسلہ میں
انہوں نے ایک رسالہ [illegible] کے نام سے دو کتابوں سے اقتباسات کا ترجمہ
کیا ہے [illegible] مسائل کی [illegible] بحث [illegible]
علامہ ابن القیم الجوزی کی کتاب الروح اور دوسری فقہ السنۃ سے بعض
مسائل اس میں شامل کیے گئے ہیں ان کا مطالعہ انتہائی مفید ثابت ہوگا
بعض جگہ میں نے پڑھ کر بھی ترجمہ کس انداز میں کیا گیا ہے
اس کتاب کا مطالعہ اہل علم اور عوام بالخصوص [illegible] مفید ثابت ہوگا
اللہ مولف و مترجم کو جزائے خیر عطا فرمائے

احقر العباد

(عبداللہ القرموشی)
سرپرست الجمعیۃ الشافعیہ بارکس

مقدمه

الحمد لله رب العلمين الفرد الصمد الذي حمداً اليق لِواحد ذو الجلال الذى خالقُ كل شيء مما في السماوات والارض وما فيهنَّ و عليهنَّ هويحى ويميت نشهدان لااله الا الله وحده لاشريك له ونشهد ان محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم صلى على من بصلاةِ عليه تنالوا منازل الابرار وعلى آله واصحابه ومن تبعهم باِحسان الى يوم الدين .وأمابعد منذصغري رأيت أمة مسلمة عامة في وحدتها، لافرق بيننا الا قليل مّنا ولكن الأن وجدت كثير من الاختلافات خاصة من أمور الموتى وإيصال الثواب . فقمت بِاطلاع الكتب الدينيه ،ومنها وجدت كتابين المفصلين من الأمورالموتى وايصال الثواب في حياته وبعد مماته ، كتاب الروح لابن قيمّ الجوزيّ وكتاب فقه سنة لِسيد سابقّ و حاولتُ فيه تبسيط المعلومه حتى تصل اِلى القاري ء العادى حتىٰ استفيد كل الناس مايتعلق بالميت وايصال الثواب مما تدعو الحاجة منذ احتضار وغسل الميت صلاة الجنازة معلومات قبل الدفن وبعد الدفن ماينفع الميت بعد موته. أسأل اللّه أن يغفرلنا ولوالدينا ولمشائخينا ولجميع المؤمنين والمؤمينات والمسلمين والمسلمات الأحياء منهم والأموات أن ينفعنا مما نفعل من اعمالنا وصدقاتنا ومن ورثائنا. كماقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن مما يلحق المؤمن من عمله وحسناته بعد موته ، علماً علمه ونشره ، أو ولداً صالحاً تركه ،او مصحفاً ورثه ، أو مسجداً بناه أو بيتاًلِابن السبيل بناه ،أونهراً أجراه ،او صدقة أخرجهامن ماله في صحته وحياته يلحقه بعدِموته .صدقَ رسول اللّه صلى الله عليه وسلم .وأخردعوانا أن الحمدللّه رب العالمين.

(العبدالفقير اِلى اللّهِ)

أبوحمد موسىٰ بن عبدالجليل باحجاج

فأغفرلهُ يااللّه وأرحمهُ ولِوالديه

دیباچہ مترجم والتماس ناچیز

تمام تعریف اور جملہ خوبیاں اُس خدائے واحد ذوالجلال کیلئے لائق وسزاوار ہیں جو اپنے جلال ذاتِ وحدانیت میں لاشریک ہے اور اُسکی شان ہر قسم کے نقص وعیب سے خالی ہے نہ اُسکا کوئی بیٹا ہے نہ وہ کسی کا باپ ہے، جو بھی زمینوں کے اندر اور اُوپر اور اُسکے درمیاں ہیں اور جو بھی آسمانوں پر ہیں ہر تمام کا واحد مالک ومعبود ہے یہ تمام مذکورہ، اُسکے کہنے، ہو جا پر قائم ہیں، اور وہ اللہ وحدہ سبحانہ وتعالیٰ جسکو کوئی قسم کی حاجت نہیں، ہزاروں لاکھوں درود وسلام ہو اشرف المخلوقات سرور کائنات محبوب رب العالمین حضرت محمدِ مبعوث رحمۃ اللعالمین ﷺ اور آپ ؐ کی ال واولاد واصحاب ابرار پر اور تمام علماء عاملین وصالحین پر جنھوں نے اِس دین حنیف کو آسان اور مفہوم بنا کر خدمت دین وامانت الٰہیہ کی ادائیگی میں جان بحق ہوئے، عزیز قارئین ھذا سے ادباً التماس ہے کے جو بھی غلطی اس کتاب میں نظر آئے تو اسکو درست کریں، رہا اس کتاب کے تمام مضامین، میں نے صرف اور صرف ترجمہ کیا ہوں، اس کتاب میں مجھ ناچیز کی طرف سے کوئی بھی اضافہ نہیں ہے میں نے دیکھا کے آئے دن ہمارے دین اسلام میں افراتفری کی فضاء پوری آزادی کے ساتھ بڑھ رہی ہے خاص کر بلاد ھند میں ایسے حالات پیدا ہو رہیں ہیں کہ، جو تعارف اور حقوق مسلم ہیں اُنکا، آنے والے دنوں میں کیا ہوگا، کیا؟ قانون کو کوئی فرقہ اپنے شناخت کرا سکتا، ہمارے مذھب اسلام میں فرقہ پرستی کی ذلالت والی ہواء کا رُخ جو عام اسلامی زندگیوں میں اسطرح بڑھ رہا ہے جیسے سوکھی لکڑی کی طرف آگ کی سرعت، یہ آگ کوئی لاعلم علماء کی نہیں بلکہ تعلم یافتہ دشمنان اسلام علماء ومفسرین کے بھیس میں لگا رہے ہیں، ایک عام مسلمان خاص طور پر اس زمانے کا، جسکو دنیا کی جادوئی رنگت اور مصروفیات نے اپنے آغوش زینت

میں غافل کرر کھا ہے، جسکو اتنی فرصت ہی نہیں کہ وہ فقہ ومسائل کی طرف توجہ کرے، اور یہ ممکن بھی نہیں کے تمام کے تمام مسلمان عالم اور فاضل ہی ہو، لیکن علماء دین کا فرض ہے کہ وہ دین اسلام کی اصلاح وتجدید میں عام مسلمانوں کو تبلیغ کریں، ایک ہزار چاسو سال، کے طویل عرصہ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ ہمارا مذھب اسلام ایک، دین ایک، نماز روزہ تمام ارکاارکان کو بھی توڑ کر ہم میں ہی نہیں بلکہ ایک گھر میں رہنے والے افراد میں بداخلاقی اور حدود اللہ کو نظر انداز کرنے پر غافل کر دیا ہے ہم کو پتہ ہی نہیں چل رہا ہے آیا ہم حق کے حقوق کو ادا کر رہیں ہیں یا اپنی ضد کو یا کسی اور کی رضا کے لئے، ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کے بعض گمراہ کرنے والے ایسی تدبیر کرتے ہیں کے کسی بھی طرح جس سے وہ شرمندہ ہوتا ہے یا احترام کرتا ہوا اُس کے ذریعہ اپنا جال بچھاتے ہیں، انھیں ایسی معلومات کرائی جاتی ہیں جو نہ کسی نے سنی اور نہ اُسکا کوئی اصل ہے ایک زمانے دراز سے علماء دین اور ائمۃ کی مخالفت، اور اب ایک نیا رُخ محدثین اور اُن کی قلم بندی کا زمانہ، ایسی گمراہی معمولی نہیں، جس کی وجہ سے بعض لاعلم حضرات جائز کو ناجائز حرام کو حلال اور جو چیز سمجھ میں نہ آئے تو بدعت، گو وہ بدعت ہو یا نہ ہو، اکابر علماء دین سے دوری اعمال صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اہمیت واہتمام سے لاپرواہی، ایسے حالات نے مجھکو اس کتاب کے نقل کرنے اور ترجمہ کرنے پر آمادہ کیا، میں نے چاہا کہ علامہ ابن قیم الجوزیہؒ کی کتاب میں سے مختصر اور مفید ترجمہ جو خاص ایصالِ ثواب اور معرفت ارواح پر ہے عام وخاص تک پہنچاؤں۔ جو آپ کا ایک عظیم شہکار ہے۔ اور الکتاب، فقہ السنۃ السید سابق کی کتاب سے جو قرآن اور حدیث اور تمام علماء کی روشنی میں آپ کے کامل اجتھاد کا ایک نادر تحفہ ہے۔ میں ناچیز اسکا ایک فیصد ترجمہ قارئین ھذا کی نظر کرتا ہو۔ ناچیز حقیر بھی ایک عام مسلمان ہے، اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعاء ہے کے ہمیں توفیق وہدایت دے، دینی مسائل کو جانچنے کی توفیق دے

، کوئی بھی مسئلہ ایک سے چار علماء سے معلوم کریں ، ضدی اور انانیت والے علماء سے پرہیز کریں، جوخود کی تو عزت وہ احترام کے خواہشمند ہوتے ہیں مگر دوسروں سے عدم احترام کی تعلیم دیتے ہیں۔ یااللہ مغفرت فرما، تمام اُمت محمدیہ کی، اور مدد فرما ، خاتمہ خیر فرما، ہمارا آخر کلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فرما قبر میں ثابت قدمی سے سوالات کی توفیق عطا فرما، روزِ محشر عرش تلے سایہ نصیب فرما، جس دن کہ کوئی سایہ نہ ہوگا سوائے تیرے عرش عظیم کے، تیرے دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی فرما، ساتھ انبیاء شہداء صدیقین صالحین کے ، اور شفاعت سید الشافعین رحمۃ للعلمین کی، اور دست مبارک سے آب کوثر شافی وکافی فرما آمین۔

﴿ ناشر ومترجم ادنی ﴾

أبو حمد موسیٰ بن عبدالجلیل باحجاج

فأغفرلهُ ياالله وأرحمهُ ولِوالديه

﴿ فقه السنة ﴾

الحمد لله رب العالمين ، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين شفع المذنبين سيدنا محمد المبعوث رحمة اللعالمين ،وعلى آله وأصحابه أجمعين.

فضل طول العمر مع حسن العمل:

عن عبدالرحمن بن أبي بكرةؓ عن أبيه أن رجلاً قال : يارسول الله ﷺ أي الناس خير؟ قال:((من طال عمره وحَسُنَ عمله)) قال : فأي الناس شر. قال ((من طال عمره وساء عمله)) رواه ترمذي وقال: حسن

تمام عمر میں نیک عمل کی فضیلت:

عبدالرحمٰن بن أبي بكرؓ انھوں نے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، ایک شخص نے کہا، یارسول اللہ ﷺ کون لوگ نیک ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، وہ جس نے عمر لمبی پائی اور نیک عمل کئے ، پھر کہا اور کون لوگ بد ہیں آپ ﷺ نے فرمایا، وہ جس کی عمر لمبی ہو اور عمل خراب ہو۔(ترمذی شریف)

العمل الصالح قبل الموت دليل على حسن الختام :روى أحمد والترمذي والحاكم عن أنس بن مالك أن النبي ﷺ قال : إذا أراد الله بعبد خيراً استعمله، قيل : كيف يستعمله ؟ قال يوفقه لعمل صالح قبل الموت لم يقبضه عليه.

نیک عمل کرنا موت سے پہلے حُسنِ خاتمہ کی دلیل ہے:

روایت ہے مسند اُحمد اور ترمذی اور حاکم میں، اُنس بن مالکؓ سے فرمایا نبی کریم ﷺ

نے جب اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے بندے پر خیر چاہتا ہے تو اسے استعمال کرتا ہے پوچھا گیا کیسے استعمال کرتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا موت کو روک دیتا ہے جب تک کے وہ نیک عمل نہ کرلے اُسکی روح قبض نہیں کرتا۔

استحباب حسن الظّن بالله: ينبغي أن يذكر المريض سعة رحمة الله ويُحسن ظنه بربه ،لما رواه مسلم عن جابر قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول قبل موته بثلاث: لايموتن أحدكم اِلا وهو يحسن الظن بالله ، وفي الحديث استحباب تغليب الرجاء وتأميل العفو ليلقي الله تعالىٰ على حالة هي أحب الأحوال اِلى الله سبحانه اِذ هو الرحمن الرحيم،والجواد الكريم ،يحب العفو والرجاء.وفي الحديث : يبعث كل أحد على مامات عليه.

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا: مریض کو چاہئے کہ وہ حالت مرض الموت میں اپنے رب کو یاد کرے،اوراس سے حُسن ظن رکھے، کہ اللہ کی رحمت وسیع ہے جیسا کے روایت ہے مسلم شریف میں جابرؓ سے انھوں نے سنا نبی کریم ﷺ پردہ فرمانے سے تین رات پہلے آپؐ نے فرمایا،تم میں سے کوئی بھی ایسا نہ مرنا کہ تم کواللہ کی رحمت کی اُمید نہ ہو، اورمستحب ہے کے مرتے وقت عاجزی وانکساری معافی اوراللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ملاقات کی امید کہ اللہ رحمٰن اور رحیم یعنی نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے احسان کرنے والا کریم اور پسند کرتا ہے معافی مانگنے والے کوایسی اُمید ہواورحدیث میں آیا ہے کہ جوجس حالت میں مرے گا اُسی حالت میں اُٹھایا جائیگا۔

وروى ابن ماجه والترمذي بسند جيد . عن أنس أن النبي الكريم ﷺ دخل على شاب وهوفي الموت فقال: كيف تجدك ؟ قال : أرجو الله وأخاف ذنوبي فقال ﷺ : لا يجمعان في قلب عبد في مثل هذا الموطن اِلا أعطاه ما يرجوه وأمّنه مما يخاف.

روایت کیا ابن ماجہ وترمذی بہترین سند سے فرمایا اَنس بن مالکؓ نے نبی کریم ﷺ ایک نوجوان کے پاس تشریف فرمائے،اوروہ مرنے کی حالت میں تھا یعنی سکرات کی حالت میں تھا،آپؐ نے فرمایا،کیامحسوس کرتے ہو؟ کہا اللہ سے رحمت کی اُمیداور گناہوں سے ڈرتا ہوں، آپؐ نے فرمایا کبھی بھی یہ دوچیزیں بندے کے دل میں جمع ہو ہی نہیں سکتے جب تک کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندے کووہ چیزعطا کرے۔جسکی امید کرے اوراُس چیز سے پناہ دے جس سے وہ ڈرتا ہو۔

استحباب الدعاء والذكر لمن حضر عند الميت: يستحب أن يحضر الصالحون من أشرف على الموت فيذكروا الله.روى أحمد ومسلم وأصحاب السنن عن أم سلمة قالت ، قال رسول الله ﷺ : اِذا حضرتم المريض أوالميت فقولواخيراً،فاِن الملائكةيؤمنون على ما تقولون ، قالت : فلما مات أبوسلمة ، أتيت النبي ﷺ فقلت : يارسول الله ﷺ اِن أبا سلمة قد مات. قال: قولي:اللهم اغفرلي وله ، واعقبني منه عقبى حسنة : فقلت : فاعقبني الله من هو خيرمنه محمد ﷺ.

حاضرین عیادت کومستحب ہے کہ دعاء اور ذکر کا کرنا: مستحب ہے کے سکرات کے وقت نیک صالحین لوگ حاضر ہوں، تا کہ اللہ کا ذکر کے تلقین کریں۔روایت کیا امام اُحمدؒ ومسلمؒ اوراصحاب سنن نے اُم المؤمنین اُم سلمہؓ سے فرمایا رسول کریم ﷺ نے ،جب بھی تم کسی مریض یا موتا پر ہوتو خیر کے الفاظ کہو، کیوں کے فرشتے تمہارے کہے پر آمین کہتے ہیں ،اور جب اَبوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، نبی کریم ﷺ تشریف فرمائے ،آپ کو دیکھکر اُم سلمہ نے کہا،یارسول اللہ: اَبوسلمہ کا انتقال ہوگیا ہے،آپؐ نے فرمایا،کہو (اللهم اغفرلي ولـه) یا اللہ مغفرت فرمامیری اوراَبوسلمہ کی۔اوران کے بعد مجھے اچھا صلہ دے،اوراللہ

سبحانہ وتعالیٰ نے مجھکو ان کے بدلہ محمد ﷺ عنایت فرمایا ☆ أبوسلمہ، آپ عبداللہ بن الاسد کے بیٹے ہیں اور حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی ہے یعنی برہ بنت عبدالمطلب کے فرزند اور اُم سلمہ کے پہلے شوہر تھے، اور اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے ۴ چار ہجری میں أبوسلمہ کے انتقال کے بعد حضور ﷺ کے نکاح میں اٰئی ☆ مترجم

ما يسن عند الاحتضار : يسن عند الاحتضار مراعاةالسنن الآتية: تلقين المحتضر (لااله الاالله) لما رواه مسلم وأبوداؤد والترمذي عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه : أن رسول الله ﷺ قال : ((لقنوا موتاكم : لااله الاالله)) وروى أبودؤد ، وصححه الحاكم عن معاذ بن جبل رضي الله عنه :قال رسول الله ﷺ ((من كان آخر كلامه لااله الاالله دخل الجنة))

سکرات کے وقت کی سنتیں:

سکرات کے وقت کی سنتیں اسطرح ہیں کے، مرض الموت میں، حاضرین دوست و اقارب (لااله الاالله) کی تلقین کریں، جیسا کہ مسلم اور أبوداؤد اور ترمذی شریف میں، حضرت أبی سعید الخذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کے فرمایا، رسول کریم ﷺ نے۔ اپنے مرنے والوں کو لااله الاالله کی تلقین کرو۔ اور أبوداؤد میں روایت ہے، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے، فرمایا رسول کریم ﷺ جسکا آخر کلام (لااله الاالله) ہووہ جنت میں دخل ہوا۔

والتلقين إنما يكون في الحاضر العقل القادر على الكلام فإن شارد اللب لا يمكن تلقينه ، والعاجز عن الكلام يردد الشهادة في نفسه . قال العلماء : وينبغي أن لا يلح عليه في ذلك . ولا يقول له ، قل الاإله الا الله ، خشية أن يضجر ، فيتكلم بكلام غير لائق ؛ ولكن يقولها بحيث يسمعه

معّرضاً له ، ليفطن له فيقولها . وإذا أتى بالشهادة مرة لا يعاود التلقين مالم يتكلم بعدها بكلام أخر فيعاد التعريض له به ليكون أخر كلامه.

اور تلقین ایسی ہو کے مریض حاضر دماغ ہو اور بولنے کی طاقت ہو اگر زبان لڑکھڑا رہی ہو اور عاجز ہے بات کرنے سے تو اشارہ سے شہادۃ اپنے دل میں دیں جیسا کہ بعض علماء فرماتے ہیں ایسا بھی نہ ہو کے حاضرین مریض کو زبردستی بول رہے ہیں کے تلقین پڑھو۔ لااله الا الله کہو۔ ڈر ہے کہ مریض کے منہ سے بجائے تلقین کے الفاظ کے کوئی غیر لائق بات نکل جائے بلکہ مریض کے سامنے خود تلقین کے الفاظ کہتے رہیں تا کہ وہ سُن کر خود تلقین پڑھیے اور اگر ایک بار بول چکا تو دوبارہ کہنے کو نہ کہیں تا کہ آخری کلام کچھ اور کہدے اور آخر کلام لااله الا الله۔ کے علاوہ کچھ اور بول دے۔

أعمار هذه الأمة : روى الترمذي عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال :

((أعمار أمتي ما بين الستين إلى السبعين وأقلهم من يجاوز ذلك))

اِس امت کی عمریں: اُمت کی عمریں روایت کیا ترمذی نے أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے کے فرمایا نبی کریم ﷺ نے میری اُمت کی عمریں ساٹھ اور ستر کے درمیان ہیں کچھ اُن میں سے تجاوز کر جاتے ہیں۔

توجيه إلى القبلة : وروى أحمد : أن فاطمة بنت رسول ﷺ عند موتها استقبلت القبلة ثم توسّدت يمينها. وهذه الصفة التي أمر الرسول ﷺ النائم أن ينام عليها ، والتي يكون عليها الميت في قبره .وفي رواية عن الشافعي رحمه الله : أن المحتضر يستلقي على قفاه وقدماه الى القبلة وترفع راسه قليلاً ليصير وجهه إليها.

قبلہ کی طرف مُنہ کرنا: قبلہ کی طرف مُنہ کرنا: امام احمدؒ سے روایت ہے، کہ فاطمہ بنت رسول ﷺ کا جب دنیا سے رخصتی کا وقت آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے استقبال قبلہ کی، پھر دائیں جانب لیٹ گئیں، اور فرماتی ہیں یہ صفت ہے جسکا حکم نبی کریم ﷺ نے دیا اور فرمایا سونے والا اِسطرح سوئے جسطرح میت قبر میں سوتا ہے۔ اور امام شافعیؒ سے روایت ہے فرماتے ہے سکرات کے وقت مریض کے پیر قبلے کی طرف کریں اور سر کو کسی قدر اُونچا کریں تا کہ مُنہ قبلے کے طرف ہو۔

تغمض عينيه إذا مات : لما رواه مسلم : أن النبي ﷺ دخل على أبي سلمة ، وقد شقَّ بصره فأغمضه ثم قال : ((إن الروح إذا قبض تبعه البصر)).

مرنے کے بعد آنکھیں بند کرنا: مسلم شریف کی روایت میں ہے، نبی کریم ﷺ ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کے مرنے کے بعد داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپ کی آنکھیں کھولی تھیں آپؐ نے بند کیا اور فرمایا، جب روح قبض ہوتی ہے تو آنکھیں پیچھا کرتی ہیں۔

ويجوز تقبيل الميت إجماعاً فقد قبّل رسول الله ﷺ عثمان بن مظعون وهو ميت ، وأكب أبوبكر رضي الله عنه على رسول الله ﷺ بعد موته فقبّلة بين عينيه وقال : يا نبيّا ، يا صفيّاه.

اور جائز ہے بوسہ کرنا میت کو اجماعاً کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعونؓ کی وفات کے بعد اُن کو بوسہ کیا اور ابوبکرؓ نے بوسہ کیا آنکھوں کے درمیاں سرور کائنات رحمۃ للعالمین کو بعد وفات اور کہا آہ یا نبی آہ میرے چہیتے۔

الاحداد على الميت : يجوز للمرأة أن تحد على قريبها الميت ثلاثة أيام ما لم يمنعها زوجها، ويحرم عليها أن تحد عليه فوق ذلك إلا إذا كان الميت زوجها ، فيجب عليها أن تحد عليه مدة العدَّة. وهي أربعة

أشهر وعشراً. لما رواه الجماعة إلا ترمذي عن أم عطية، أن النبي ﷺ قال : ((لا تحد امرأة على ميت فوق ثلاث إلا على زوج فإنها تحد عليه أربعة أشهر وعشراً. ولا تلبس ثوباً مصبوغاً، إلا ثوب عصب (برده يمانية) ولا تكتحل، ولا تمس طِيباً، ولا تختضب، ولا تَمْشط إلا إذا طُهرت ، تمسُّ نُبذةً من قُسط، أو اظفار. والإحداد ترك ما تتزين به المرأة من الحُلي والكحل والحرير والطِيب والخضاب. وإنما وجب على الزوجة ذلك مدة العدة ، من أجل الوفاء للزوج، ومراعاة لحقه.

موت کا سوگ منانا: عورت کو جائز ہے کے وہ اپنے اقارب کا سوگ کرے مگر تین دن سے زیادہ نہیں، وہ بھی شوہر کی اجازت سے، اور تین دن سے زیادہ حرام ہے، سوائے شوہر کی موت پر، واجب ہے کے جس کا شوہر فوت ہو جائے وہ عورت عدت کے چار مہینے دس دن سوگ کرے۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں اُم عطیہ سے روایت ہے کے فرمایا رسول کریم ﷺ نے کوئی عورت کسی کے مرنے کے بعد تین دن سے زیادہ اس کے غم میں سوگ نہ کرے مگر عورت کو خاوند کے مرنے کے بعد چار مہینے دس دن سوگ کرنا چاہئے، اور سوگ کی مدت میں رنگین کپڑا نہ پہنے سوائے (یمن کا کپڑا ایسا ہوا،) اور نہ سرمہ لگائے، اور نہ خوشبو لگائے، مگر جب حیض سے پاک ہو تو تھوڑا سا قسط اور خوشبو لگالیں، اور نیا کپڑا نہ پہنے، اور ریشم بھی نہ پہنے، اور نہ مہندی لگائے، اور نہ خضاب، یہ سب بیوہ پر واجب ہے کہ وہ شوہر کی وفاء میں اور عدت کے دن میں ان چیزوں سے رُکی رہے۔ یہ مرحوم شوہر کا حق ہے اور یہی طور طریقہ ہے (اسیا، ہاتھ کا بوندہ ہوا، جو اُس زمانے میں ستا تھا)

البكاء على الميت : أجمع العلماء على أنه لا يجوز البكاء الميت ، إذا خلا من الصراخ والنوح ، ففي الصحيح أن رسول الله ﷺ قال: ((إن

اللّٰه لایعذب بدمع العين ولا بحزن القلب ، ولكن يعذب بهذا أو يرحم))
وأشار ألى لسانه . وبكى لموت ابنه اِبرهيم ﷺ وقال : ((اِن العين تدمع
والقلب يحزن. ولانقول اِلا مايرضى ربنا واِنا بفراقك ياابراهيم
لمحزونون))وبكى لموت أُمَيْمَةَ بنت ابنته زينب عليه السلام ؛ فقاله سعد
بن عبادةؓ ، يا رسوالله ﷺ أتبكي ؟ أولم تنه زينب ؛ فقال: ((اِنما هي
رحمة فجعلها الله في قلوب عباده ، واِنما يرحم اللّٰه من عباده الرحماء))
وروى الطبراني عن عبدالله بن زيدؓ قال: رخّص في البكاء من غيرنوح.

میت پر رونا: تمام علماء دین نے ثابت ہے کہ میت پررونا جائز نہیں ۔ اگر دھاڑیں مارکرفریاد نہ کریں تو اُسکےتعلق سے صحیح حدیث میں ہے،فرماتے ہیں حضور کریم ﷺ ((اللہ تعالیٰ میت کو نہ عذاب دیتا ہے ،آنسوؤں سے اور نہ صدمے والے غمگین دل سے،مگر عذاب یارحم فرماتا ہےتواِس سے،زبان مبارک کی طرف اشارہ کیا،جب آپؐ کے جان نعمین دونوں جہاں نادرِ جنت حضرت ابراہیم ابن محمد ﷺ کا انتقال ہوا،آپؐ محبوب رب العلمین ﷺ کی چشم مبارک سے آنسوں نکل پڑے، اور فرمایا، ((دل ذکھتا ہے آنکھیں روتی ہیں،اورہم راضی ہیں ہمارے رب کی مرضی پر،اے ابراہیم ہمیں غم ہے تمہاری فرقت کا۔))اور جب آپ کی صاحب زادی زینب بنت رسول ﷺ کی صاحب زادی اُمَیْمَۃَ بنت زینب علیہ السلام کا انتقال ہوتب بھی آپؐ روئے ،حضرت سعد بن عُبادؓ نے کہایارسول اللہ کیا آپؐ رورہے ہیں؟ آیا آپؐ زینبؓ کورونے سے نہیں روکے ئینگے آپ ﷺ نے فرمایا،((یہ وہ رحمت اور ہمدردی ہے جواللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دل میں ڈالی ہے،اس لئے کے اللہ تعالیٰ رحم دل والوں پررحم فرماہے۔عبداللہ بن زیدؓ سے طبرانی میں روایت ہے،بنادھاڑیں مارکررونے کی اجازت ہے۔

فاِن كان البكاء بصوت ونياحة ، كان ذلك من أسباب ألم لميت
وتعذيبه وعن أبي موسىٰ الأشعري ،: أن النبي ﷺ قال : ((اِن الميت
ليعذب ببكاء الحي)) ومعنى الحديث ، أن لميت يتألم ويسوءه نوحَ أهله
عليه ، فاِنه يسمع بكاءهم وتعرض أعمالهم عليه ، وليس معنى الحديث
انه يعذب ويعاقب بسبب بكاء أهله عليه ، فاِنه لاتزر وازرة وزر أخرى.
فقد روى ابن جرير عن أبي هريرةؓ قال : اِن أعمالكم تعرض على
اقربائكم من موتكم فاِن رأوا خيراً فرحوابه واِذا رأوا شراً كرهوا . وروى
احمد والترمذي عن أنس أن رسول اللّٰه ﷺ قال : ((اِن أعمالكم تعرض
على أقاربكم وعشائركم من الأموات ، فاِن كان خيراً استبشروا به ،واِن
كان غير ذلك قالوا : اللّٰهم لا تمتهُم حتىٰ تهديهم كما هديتنا)).

دھاڑیں مارکراور فریاد کرکے رونا میت کوتکلیف اوراذیت پہنچاتا ہے حضرت اُبی موسی الاشعری، سے روایت ہے کہ فرمایا: رسول کریم ﷺ نے ((زندوں کے رونے سے میت کوتکلیف پہنچتی ہے)) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کے،میت اہلِ خانہ کے دھاڑے مارمار کے رونے کوسنتا ہے، جواُس پر پیش کیا جاتا ہے،جس کی وجہ سے میت کواذیت پہنچتی ہے یہ نہیں کہ زندوں کے رونیکا گناہ میت پر ڈالا جائیگا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔﴿ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرَىٰ ﴾ کوئی کسی کا گناہ اپنے پرنہیں لئے گا۔ابن جریر نے ابوھریرۃ سے روایت کرتے ہیں ۔میت کے اہلِ خانہ کے اعمال اُس پر پیش کیے جاتے ہیں،اچھے اعمال دیکھکر خوش ہوتے ہیں اور بُرے اعمال دیکھکر کراہت کرتے ہیں،اور مسند اُحمداور ترمذی میں اُنس بن مالک سے روایت ہے فرماتے ہیں حضور کریم ﷺ ((اَہلِ خانہ واَقارب تمہارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں تمہارے اموات پر، خیر دیکھکر خوش ہوتے ہیں اوراگر اُس کے علاوہ کچھ اور ہوتو کہتے ہیں اے اللہ ان کوموت نہ دے جب تک ہدایت نہ دے جیسا کہ ہم کوہدایت دی۔))

النياحة : النياحة مأخوذة من النوح ، وهو رفع الصوت بالبكاء . وقد جاء ت الأحاديث مصرحة بتحريمها ، فعن أبي مالك الأشعري : أن النبي ﷺ قال : ((أربع في أمتي من أمر الجاهليه لا يتركونهن : [١] الفخر في الأحساب ، التعاظم بمناقب الآباء ، [٢] الطعن في الأنساب .نسبة الرجل المرء لغيرأبيه. [٣] والاستسقاء بالنجوم، اعتقاد أنهاالمؤثرة في نزول المطر. [٤] والنياحة))

گریاہ وزاری: نیاحہ نوح سے ماخوذ ہے، اور بلند آواز سے رونا ہے اسی لئے گریہ وزاری کر کے دھاڑیں مار کے رونا حرام ہے جسکی حرمت احادیث سے ثابت ہے ابی ملک الاشعری سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ میری اُمت میں چار چیزیں جاہلیت کی ہیں (۱) خاندان کے نام پر فخر کرنا، دوسروں کو اپنے سے کم تر سمجھنا (۲) کسی کو حرام کی اولاد کہنا (۳) فلاں تارے ستارے کی وجہ سے بارش ہونے کا یقین کرنا (۴) دھاڑیں مار کر فریاد کر کے رونا۔

استحباب صنع الطعام لاهل الميت عن عبدالله بن جعفر قال : قال رسول الله ﷺ ((اصنعوا لآل جعفر طعاماً ؛ فإنه قد أتاهم أمر يشغلهم)) أبو داؤد ،ترمذي و ابن ماجه وقال صحيح واستحب الشارع هذا العمل ، لأنه من البر والتقرب إلى الأهل والجيران ، قال الشافعي ؒ : وأحب لقرابة الميت أن يعملوا لأهل الميت في يومهم وليلتهم طعاماً يُشبعهم ، فإنه سنة وفعلُ الخير.

میت کے گھر والوں کے لے کھانے کا انتظام کرنا: عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو، ان پر ایسی

مصیبت کا اُمر آیا ہے کہ اس سے ان کو فرصت نہ ہوگی۔ اُبوداؤد، ترمذی وابن ماجہ: یعنی رنج اور مصیبت میں کھانے پکانے کی فرصت ان کو نہ ہوگی، اور شریعت نے اس عمل کو مستحب کہا، کیوں کے یہ نیک سلوک تقرب کی نشانی ہے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے لئے، اور امام شافعیؒ نے فرمایا یہ کام رشتہ دروں کا ہے کے میت کے گھر والوں کو دن اور رات کا کھانا پہنچائے یہاں تک کے وہ سیر ہوجایں کیوں کے یہ سنت ہے۔ اور فعلِ خیر ہے۔

(حیدر آباد دکن میں اس طرح کے کھانے کو حاضری کہتے)

المبادرة بتجهيز متى تحقق موته ، فيسرع وليّه بغسله ودفنه مخافة أن يتغير ،والصلاة عليه، لما رواه أبو داؤد وسكت عنه. عن الحصين بن وحوح أن طلحة بن براء مرض فأتاه النبي ﷺ يعوده، فقال: إني لا أرى طلحة إلا قد حدث فيه الموت ، فأذنوني به، وعجلوا، فإنه لا ينبغي لجيفة مسلم أن تحبس بين ظهري أهله)). ولا ينتظربه قدوم أحد الاالولي: فإنه ينتظر مالم عليه التغير. روى أحمدوالترمذي عن عليّ رضي الله عنه: ((أن النبي ﷺ قال له:يا عليؓ : ثلاث لاتؤخّرها،الصلاة اذا أتت ؛ والجنازة إذا حضرت،والأيّم إذا وجدت كُفئاً)) (الأيم لا زوج لها)

تجہیز میت میں جلدی کرنا: جب تحقیقاً پتہ چل جائے کے روح قبض ہو چکی ہے، تو میت کے سر پرست کو چاہئے کے وہ غسل اور دفن اور نماز جنازہ میں جلدی کرے، ہو سکتا ہے کے میت کے جسم میں کوئی اور اندیشہ پیدا ہو جائے۔ اُبوداؤد میں حضرت حصین بن وحوح سے روایت ہے کے حضرت طلحہ بن براءؓ بیمار ہوئے تو نبی کریم ﷺ اُن کی عیادت کو آئے، پھر آپؐ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کے طلحہ کی موت واقع ہوگی ہے جلدی کرو، تجہیز وتکفین میں اور مجھکو خبر دو، اس لئے کہ مسلمان کی نعش کو نہیں چاہیے کہ وہ پڑی رہے گھر والوں

کے درمیان)) اور چاہیے کے اہل میت کسی کے انتظار میں میت کو نہ روکے رکھیں سوائے سرپرست کے۔ جیسا کہ ترمذی کی روایت میں ہے کے فرمایا: سیدنا علي بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: یاعلي تین کام میں دیر مت کرنا ، جب نماز کا وقت آئے ؛ اور جب جنازہ موجود ہو؛ اور جب بڑی کنواری کا رشتہ آئے؛ یا جوان بیوہ کا۔

قضاء دينه: لما رواه أحمد وابن ماجه والترمذي . وحسّنه ، عن أبي هريرةؓ أن النبي ﷺ قال :(نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضي عنه))أي أمرها موقوف لا يحكم لها بنجاة ولا بهلاك أو محبوسة عن الجنة ، وهذا فمن مات وترك مالا يقضي منه دينه . أما من لا مال له ومات عازماً على القضاء ،فقد ثبت أن الله تعالىٰ يقضي عنه ومثله من مات وله مال وكان محباً للقضاء ولم يقض من ماله ورثته .فعند البخاري من حديث هريرةؓ أن النبي ﷺ قال :((من أخذ أموال الناس يريد أدائها أدى الله عنه ، ومن أخذهايريد اِتلافها أتلفه الله))

قضاء دین قرض کی ادائیگی: روایت کیا امام أحمدؒ نے اور امام ابن ماجہ اور ترمذی شریف نے، حضرت أبوھریرۃؓ سے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے۔ (مؤمن کی نفس معلق رہتی ہے قرض کی وجہ سے، جب تک اُس پر کا قرض ادانہ ہوجاتا) یعنی فیصلہ لٹکا ہوا ہوتا ہے نہ نجات کا فیصلہ ہوتا ہے نہ ہالک کا، یا جنت میں جانے سے روک دیا جاتا ہے، یہ وہ تھا جس نے مال چھوڑ گیا ہو، اُس کے مال میں سے قرض کی ادائیگی کی جائے۔ رہا جس پر قرض ہو اور اُس نے ترکِ میں مال نہیں چھوڑا، اور اُس کا ارادہ قرض کی ادائیگی کا تھا۔ اور وہ مرگیا، تو احادیث سے ثابت ہے کے اللہ سبحانہ تعالیٰ، اُس کا قرض ادا کریگا۔ اور جو اِس حالت

میں مرا کے اُس کے پاس مال بھی تھا اور ادا کرنے کی نیت بھی تھی اور وہ ادا کئے بغیر ہی فوت ہوگیا، تب بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ادا کرے گا قرض مرحوم کی وراثت ہوئی۔ اور بخاری شریف میں حضرت أبوھریرۃؓ سے روایت ہے کے (فرمایا نبی کریم ﷺ نے اور جس نے لوگوں کا مال تلف کرنے کی نیت سے لیا، تو اللہ سبحانہ تعالیٰ اُس کے اعمال تلف کرلے گا۔) اور جس نے لوگوں کا مال واپس کرنے کی نیت سے لیا اور لقمہ اُجل ہوگیا، تو اللہ سبحانہ تعالیٰ، اُس کا قرض ادا کرے گا۔

الموت راحة: روى البخاري و مسلم عن أبي قتادةؓ أن رسول الله ﷺ مُرّ عليه بجنازة ، فقال : ((مستريح ومستراح منه)) فقالوا : يارسول الله ﷺ ، ماالمستريحُ وما المستراح منه ؟ فقال :((العبد المؤمن يستريح من نصب الدنيا ، (تعبها) والعبد الفاجر يستريح منه العباد .(من أذاه) والبلاد والشجر والدواب)

موت راحت ہے: روایت کیا امام بخاری اور امام مسلم نے أبی قتادہؓ سے کہ، نبی کریم ﷺ کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا آپؐ نے فرمایا اُس کو بھی راحت ملی اور اُن کو بھی راحت ملی، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا مطلب اُس کو بھی راحت ملی اور اُن کو بھی راحت ملی، آپؐ نے فرمایا مؤمن بندے کو دنیا کی تھکان سے راحت ملتی ہے اور جب فاجر بندہ مرتا ہے تو لوگوں کو بستی والوں کو درختوں اور جانوروں کو راحت ملتی ہے۔

قراة سورة يٰس: لما رواه أحمد و أبوداؤد والنسائي والحاكم وابن حبان صححاه عن معقل بن يسارؓ أن النبي ﷺ قال: ((يٰس قلب القرآن ، لا يقرؤها رجل يريد الله والدار الأخرة اِلا غفرله . واقرؤوها على موتاكم)

قال ابن حبان وأراد به مَن حضرته المنية، (الموت) لا أن الميت يقرأ عليه ، ويؤيد هذا المعنى مارواه أحمد في مسند ه عن صفوان قال : كان المشيخة (جمع شيخ) يقولون : اِذا قرئت ((يٰس)) عند الموت خفف عنه بها ، وأسنده صاحب الفردوس اِلى أبي الدرداءؓ وأبي ذرؓ قالا: قال رسول الله ﷺ ((مامن ميت يموت فتقرأ عنده يٰس اِلا هوّن الله عليه))

سورہ یٰس کا پڑھنا: روایت کیا امام حنبلؒ وأبودوٗداور حاکم اور ابن حبان صحیح روایت حضرت معقل بن یسارؓ سے حضور پاک ﷺ نے فرمایا: یٰس قرآن کا دل ہے جس شخص نے تلاوت کی رضائے الٰہی اور آخرت کے لئے تو اس کی مغفرت ہوگئی اور پڑھو تمہارے مرنے والوں پر، ابن حبان نے فرمایا، خاص طور پر مرنے والوں پر اس لئے کے کہ مرنے والے پر پڑھا جائے، جیسا کہ امام أحمدؒ مسند میں روایت کرتے ہیں، صفوانؒ نے فرمایا بزرگ لوگ کہتے ہیں کہ اگر سکرات کے وقت یٰس پڑھی جائے تو سکرات میں تخفیف ہوتی ہیں، صاحب فردوس نے مستند دلیل سے أبی درداء رضی اللہ عنہ اور أبیؓ ذرغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے، جب کوئی مرنے والے پر یٰس پڑھی جاتی ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس پر سکرات میں آسانی کردیتا ہے۔

غسل الميت : يرى جمهور العلماء أن غسل الميت المسلم فرض كفاية اِذا قام به البعض سقط عن جميع المكلفين ، لأمر رسول الله ﷺ به ، ولمحافظة المسلمين عليه.

غسل میت: جمہور علماء کا قول ہے کہ مسلمان کی نعش کو غسل دینا فرض کفایہ ہے اگر چند آدمی بھی غسل کردیں تو تمام مکلفین پر سے ساقط ہوجائے گا، جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے مسلمانوں کو اس کی پاسبانی کا حکم دیا، تمام مکلفین میں سے اگر کسی نے بھی یہ سنت ادا نہ کی تو تمام اُہل مُحلہ گنہگار ہونگیں۔

من يجب غسله ومن لا يجب : يجب غسل المسلم الذي لم يقتل في معركة بايدي الكفار .

کس کو غسل دینا واجب ہے اور کس کو نہیں: اُس میت کو غسل دینا واجب ہے جو معرکہ میں کفار کے ہاتھ قتل نہ کیا گیا ہو۔

غسل بعض الميت: واختلف الفقهاء في غسل بعض الميت المسلم .فذهب الشافعي وأحمد و ابن حزم اِلى أنه يغسل ويكفن ويصلّىٰ عليه ؛ وقال الشافعي: بلغناأن طائراً ألقى يداً بمكة في وقعة الجمل، فعرفوها بالخاتم (كانت يدعبدلرحمن بن عتاب بن أسيد) فغسلوها وصلّواعليها ، وكان ذلك بمحضر من الصحاب. وقال أحمد : صلى أبو ايوب على رجل ، وصلى عمر على عظام . وقال ابن حزم : ويصلى على ما وجد من الميت المسلم ، ويغسل ويكفن اِلا أن يكون من شهيد . قال وينوى بالصلاة على ما وجد منه ، الصلاة على جميعه : جسده و روحه.

بعض اموات کو غسل دینا: رہا بعض علماء فقہاء کی رائے، بعض اموات کو غسل دیا جائے، اور امام شافعیؒ وامام أحمد بن حنبلؒ وابن حزمؒ نے فرمایا غسل اور کفن دیا جائے اور نماز جنازہ ادا کی جائے، جیسا کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں ایک پرندہ ایک ہاتھ مکہ میں لا ڈالا، اس وقت واقع جمل والی جنگ ہوئی تھی، ہاتھ میں انگوٹھی دیکھ کر پتہ چلا کہ یہ ہاتھ عبدالرحمٰن بن عتاب بن أسید کا ہے تو غسل دیا گیا اور نماز پڑھی گئی، وہ زمانے میں صحابہ بھی موجود تھے، امام أحمد بن حنبل نے فرمایا، أبوأیوب نے پیر پر اور عمرؓ ہڈیوں پر نماز پڑھی اور حزم نے فرمایا نماز جنازہ پڑھو جو کچھ بھی مسلمان میت کا عضو ملئے اور غسل دو اور کفن پہناؤ سوائے شہید کے اور فرمایا، نیت کرو جو بھی عضو ملئے اور نماز پڑھو تمام جسم اور روح کی نیت سے۔

الشهيد لا يغسل : الشهيد الذي قتل بأيدي الكفرة في المعركة لا يُغسّل ولو كان جنباً ،ويكفّن في ثيابه الصالحة للكفن ، ويكمل ما نقص منها ، وينقص منها ما زاد على كفن السنة ، ويدفن في دمائه ، ولا يغسل شيء منها . روى أحمد : أن النبي ﷺ قال ((لا تغسلوهم فإن كل جرح ، أو كل دم يفوح مسكاً يوم القيامة)) وأمر صلوات الله و سلامه عليه بدفن شهداء أُحد في دمائهم ولم يُغَسّلُوا ولم يصلّ عليهم. (أن حنظلة رضي الله عنه استشهد جنباً فلم يغسله النبي ﷺ).

شہید کو غسل نہیں دیا جائے: جو معرکہ میں کفار کے ہاتھ مارا جائے اُسکو غسل نہیں، گر وہ جنابت کی حالت میں کیوں نہ شہید ہوا ہو۔ اُس کو اسی کپڑوں میں دفن کرنا جو وہ پہنا ہے، اگر کچھ کم ہو تو اُسی پر زیادہ کرنا، اور اگر کفن سنت سے زیادہ ہو تو سنت کے مطابق برابر کرنا اور شہید کو اُسی خونی کپڑوں مین دفن کرنا بنا کوئی چیز دھوئے، حضرت خظلہ صحابی جنابت کی حالت میں شہید ہوئے اور نبی کریم ﷺ نے آپ کو غسل نہیں دیا، اور روایت ہے امام اُحمد بن حنبلؒ سے فرمایا نبی کریم ﷺ نے، شہید کو غسل مت دو کیونکہ قیامت کے دن اُن کا خون مشک کی خوشبو مہکا تا ہے، درود وسلام ہو سرور کائنات ﷺ پر آپؐ نے حکم فرمایا کہ شہداء بدر کو خونی کپڑوں میں دفن کرنے کو نہ غسل دیا گیا اور نہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔

قال الشافعي : لعل ترك الغسل والصلاة لأن يلقوا الله بكلومهم لما جاء أن ريح دمهم ريح المسك ، واستغنوا بإكرام الله لهم عن الصلاة عليهم ، مع التخفيف على من بقي من المسلمين ، لما يكون فِيمن قاتل من جراحات وخوف عَودة العدو ، رجاء طلبهم وهِمّهم بأهلهم ، وهمّ أهلهم بهم.

فرمایا امام شافعیؒ نے اس لئے بھی نماز جنازہ اور غسل کا حکم نہیں ہے کیونکہ وہ اللہ سے ملاقات کر چکے ہیں۔ اپنے زخموں کے ساتھ جیسا کہ آیا ہے شہید کے خون سے مشک کی خوشبو مہکتی ہے اور کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ شہداء کو اکرام سے نوازہ ہے اسی لئے بھی نماز جنازہ اکراما ادا نہیں کی جاتی۔ اور ما باقی اہل اسلام پر شفقتاً، جو معرکہ میں زخمی ہوئے، اور تا کہ دشمن کے دوسرے وار کے لئے تیار رہیں اہل خانہ کی فکر کئے بغیر، اور اہل خانہ اُن کی فکر کئے بغیر، ذوق شہادت اور شفاعت میں۔

وقيل : الحكمة في ترك الصلاة عليهم : أن الصلاة على الميت ، والشهيدُ حي ، أو أن الصلاة شفاعة ، قال الشهداء في غنى عنها لأنهم يشفعون لغيرهم.

حکمت: اور فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ تو میت کے لئے ہے اور شہید تو زندہ ہیں، اور نماز جنازہ میت کے لئے شفاعت ہے، اور شہداء کو اِسکی حاجت نہیں، کیونکہ شہید دوسروں کی شفاعت کرتے ہیں۔

الشهداء الذين يغسَّلون ويصلىٰ عليهم: أما القتلى الذين لم يقتلوا في المعركة بأيدي الكفار، فقد أطلق الشارع عليهم لفظ الشهداء، وهؤلاء يغسلون ، ويصلى عليهم ،فقد غسل رسول الله ﷺ من مات منهم في حياته. وغسل المسلمون بعده عمرؓ وعثمانؓ وعلياًؓ ، وهم شهداء ، و نحن نذكر هؤلاء الشهداء فيما يلي:

وہ شہداء جسکا غسل اور نماز جنازہ ادا کی جائے گی: اب وہ شہداء جو معرکہ میں کفار کے ہاتھ قتل نہیں ہوئے اُن کو بھی شرع نے شہید کا لفظ دیا ہے، اُن شہداء کو غسل دیا جائے، اور ان کی نماز جنازہ ادا کی جائے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں کیا۔ اور

مسلمانوں نے آپؐ کے بعد حضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ سب شہداء ہیں انکو غسل دیا گیا اور نماز جنازہ ادا کی گی؛ اب اور شہداء کا ذکر یہ ہیں۔ جس کو غسل دیا جائیگا اور نماز جنازہ ادا کی جائے گئی۔

عن جابر بن عتيك ؓ عن النبي ﷺ قال : ((الشهادة سبع سوى القتل في سبيل الله : (١) المطعون شهيد (٢) والغرق شهيد (٣) وصاحب ذات الجنب شهيد (٤) والمبطون شهيد (٥) وصاحب الحرق شهيد (٦) والذي يموت تحت الهدم شهيد (٧) والمرأة تموت بجمع شهيدة)) رواه أحمد ،أبو دؤد والنسائي بسند صحيح.

١ المطعون ،بالطاعون ٢ الغريق ٣ ذات الجنب : القروح تصيب الانسان داخل جنبه وتنشأ عنها الحمى والسعال. ٤ المبطون من مات بموت البطن . ٧ بجمع : أي التي تموت عند الولاده في المسلم ومن مات في سبيل الله شهيد : أي في طاعة الله.

جابر بن عتیکؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : نے ارشاد فرمایا، شہادت والے سات ہیں في سبیل اللہ میں قتل ہونے والوں کے علاوہ، (۱) طاعون کے مرض سے مرنے والا شہید (۲) غرق ناگہانی پانی میں ڈوب کر مرنے والا شہید (۳) بستر کا پھوڑا ہو کر مرنے والا شہید (۴) پھسلی کے مار یا درد سے مرنے والا شہید (۵) ناگہانی جل کر مرنے والا شہید (۶) دیوار گر کر یا چھت کے نیچے دب کر مرنے والا شہید (۷) وہ عورت جو بچہ جننے کے درمیان فوت ہوجائے وہ شہیدہ۔ روایت کیا امام أحمد وأبو دؤد اور امام نسائی نے۔ اور مسلم شریف میں ہے کے جو في سبیل اللہ یعنی اللہ کی اطاعت میں مرنے والا بھی شہید۔

عن سعيد بن زيد ؓ أن النبي ﷺ قال ((من قتل دون ماله فهو شهيد ،من قتل دون دمه فهو شهيد، من قتل دون دينه فهو شهيد ، من قتل دون أهله فهو شهيد)) رواه أحمد ،والترمذي صححه

اور سعید بن زیدؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنا مال بچاتے ہوئے لٹیروں کے ہاتھ قتل ہوا وہ شہید، اور جو بے قصور قتل ہوا شہید، اور جو دین اور ایمان داری پر قتل ہو شہید، اور جو اپنے خاندان کے بچاؤ کے دوران قتل ہو وہ شہید۔ روایت کیا امام أحمد اور ترمذی نے صحیح کہا۔

موت الفجأة: روى أبو داود عن عبيدبن خالد السُّلمي ،رجل من أصحاب النبي ﷺ ، قال مرة عن النبي ﷺ ، ثم قال مرة : عن عبيد . قال : ((مَوتُ الفَجأة أخذة آسِف)) .[آسف غضبان وإنما كان موت الفجأة يكره الناس لأنه يفوت ثواب المرض الذي يكفر الذنوب والاستعداد بالتوبة والعمل الصالح.

اچانک فوت ہوجانا: ابوداود میں حضرت عبید بن خالد السُلمی سے روایت ہے اصحاب رسول ﷺ میں سے ایک شخص نے کہا میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا، پھر میں عبیدؓ کے پاس گیا عبیدؓ نے فرمایا ((اچانک فوت ہوجانا افسوس ہے)) افسوس اسلئے کے بیماری کی وجہ سے جو گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور بیمار کو تکلیف کی وجہ سے یا بیماری سے شفایاب نہ ہونے کا علم ہوجاتا ہے جس سے اُسے توبہ کرنے اور نیک اعمال کرنے کا موقع ملتا ہے، جیسا کے اور احادیث میں ہے جب کوئی مومن بیمار ہوتا ہے تو اُس کے گناہ ایسے چھڑ جاتے ہیں جیسے خریف کے موسم میں درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

غسل الميت: يرى جمهور العلماء أن غسل الميت المسلم فرض كفاية إذا قام به البعض سقط عن جميع المكلفين، لأمر رسول الله ﷺ به، ولمحافظة المسلمين عليه.

غسل میت: جمہور علماء کا قول ہے کہ مسلمان کی نعش کو غسل دینا فرض کفایہ ہے اگر چند آدمی بھی غسل کر دیں تو تمام مکلفین پر سے ساقط ہو جائے گا، جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے مسلمانوں کو اِس کی پاسبانی کا حکم دیا، تمام مکلفین میں سے کوئی بھی یہ سنت ادا نہ کی تو تمام اَہل مُحلہ گنہگار ہونگے۔

صفة الغسل: الواجب في غسل الميت أن يعمم بدنه بالماء مرة واحدة ولو كان جنباً أو حايضاً، والمستحب في ذلك أن يوضع الميت فوق مكان مرتفع ويجرد من ثيابه و يوضع عليه ساتر يستر عورته ما لم يكن صبياً، ولا يحضر عند غسله إلا من تدعو الحاجة إلى حضوره. وينبغي أن يكون الغاسل ثقة أميناً صالحاً، لينشر مايراه من الخير، ويستر مايظهر له من الشر. فعند ابن ماجه: أن رسول الله ﷺ قال: ((ليغسل موتاكم المأمونون)) وتجب النيه عليه، لأنه هو المخاطب بالغسل، ثم يبدأ فيعصر بطن الميت عصراً رفيقاً، لإخراج ماعسى أن يكون بها، ويزيل ماعلى بدنه من نجاسة، على أن يلف على يده خرقة يمسح بها عورته فإن لمس العورة حرام، ثم يوضئه وضوء الصلاة لقول رسول الله ﷺ: ((ابدأن بميامنها ومواضع الضوء منها)) ولتجديد سمة المؤمنين في ظهور أثر الغرَّة والتحجيل، ثم يغسله ثلاثاً بالماء والصابون، أو الماء القراح، مبتدئاً باليمين، فإن رأى الزيادة على الثلاث بعدم حصول الإنقاء

بها او لشيء اخر غسله خمساً، أو سبعاً، ففي الصحيح: أن رسول الله ﷺ قال: ((اغسلنها وتراً: ثلاثاً أو خمساً أو سبعاً، أو اكثر من ذلك إن رأيتن))

غسل میت کا طریقہ: غسل میت میں واجب ہے کہ میت کا تمام بدن، ایک مرتبہ پانی سے تر کریں گر وہ جنابت کی حالت ہو یا عورت حیض کی حالت میں ہو، اور میت کو اُنچی جگہ پر رکھیں جیسے تخت وغیرہ، اور میت کے کپڑے اُتارتے وقت اُس کے ستر کا خیال رکھیں گر وہ کم عمر ہی کیوں نہ ہو اُس پر ایک کپڑا ڈال دیں، غسل دینے والوں کے علاوہ بنا حاجت اور بغیر اجازت دوسرے وہاں نہ جائے، اور غسال بھی نیک اور امین ہو، اگر خیر دیکھے تو بتائے اور شر دیکھے تو چھپائے، جیسا کہ امام ابن ماجہ میں روایت ہے امینِ ربُّ العلمین ﷺ نے فرمایا: ((میت کو وہی غسل دے جو امین ہو)) اور غسل دینے والے کو واجب ہے کہ نیت کریں، پھر آسانی سے پیٹ دبا کر صاف کرے جو بھی اندر سے نکلے اور جو بدن پر ہیں نجاست وغیرہ، اور ہاتھ پر کپڑا باندھکر شرم گاہ دھوئیں بنا کپڑے کے شرم گاہ چھونا حرام ہے، پھر میت کو وضوٗ کرائے، جیسے نماز کے لئے کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ((اُس کے دائیں سے شروع کرو اور تمام وضو کی جگہ)) پھر تین مرتبہ پانی اور صابون سے دھوئیں دائیں جانب سے شروع کرے اگر تین مرتبہ میں پاک نہ ہو تو پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ بھی دھو سکتے ہیں جیسا کہ وارد ہے فرمان نبی ﷺ ((طاق عددوں میں غسل دو، تین، پانچ، سات، اگر ضرورت ہو تو زیادہ۔

والأصل الذى بني عليه العلماء أكثر اجتهادهم في كيفية الغسل مارواه الجماعة عن أم عطية، قالت: ﴿دخل علينا رسول الله ﷺ حين توفيت ابنته فقال: اغسلنها ثلاثاً، أو خمساً، أو أكثر من ذلك - إن رأيتن

بماء وسدر واجعلن في الأخيرة كافور ، أوشيئاً من كافور ، فإذافرغتن فآذِنَنّي(أي أخبرنني) ﴾ فلما فرغن آذناه ، فأعطانا حقوهُ(الإزار) فقال ﴿ أشعِرنها إياه(اجعلنه شعاراً)

غسل کا اصل طریقہ اور کیفیت غسل جو علماء کے کثیر اجتھاد سے عام ہے جیسا کہ کثیر جماعت نے روایت کی: اُم عطیہؓ نے فرمایا﴿ جب نبی کریم ﷺ کی صاحب زادی کا انتقال ہو آپؐ اندر تشریف لا کر فرمایا غسل دو تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ اگر ضرورت پڑنے پر زیادہ. پانی اور بیری سے اور آخیر میں کافور یا کچھ کافور لگاؤ۔ جب ان سب سے فارغ ہو جاؤ تو مجھکو خبر کرنا﴾ جب ہم فارغ ہوئے تو آپؐ کو خبر کیے، آپؐ آکر ایک اِزار یعنی آپؐ کی تہبند مبارک عطا کئے اور فرمائے ﴿ اسکو کفن کے اُوپر علامت نشان اڑانا ﴾ تبروکاً

حکمت کافور لگانا خوشبو کے لئے اس لئے بھی کہ اُس وقت ملائکہ ہوتے ہیں اور یہ کہ کافور ٹھنڈا ہے، اور ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ اِس سے میت کا جسم محفوظ رہتا ہے حتی جراثیم وغیرہ سے بھی حفاظت ہوجاتی ہے **غسل أحد الزوجين الأخر : اتفق الفقهاء على جواز غسل المرأة زوجها؛ قالت عائشة : لو استقبلت من أمري ما استدبرت ماغسل النبي ﷺ إلانساؤه . رواه أحمد وأبوداود والحاكم وصححه.**

والختلفوافي جواز غسل الزوج امرأته فأجازه الجمهور. لماروي من غسل عليٌّ فاطمة رضي الله عنها . رواه الدارقطني والبيهقي، ولقول رسول الله ﷺ لعائشة رضى الله عنها : ﴿ لومتّ قبلي لغسلتك وكفنتك ﴾ رواه ابن ماجه .قال الأحناف : لايجوز للزوج غسل زوجته ،فإن لم إلا الزوج يممها.

بیوی اور شوہر کا ایک دوسرے کو غسل دینا: علماء کا اتفاق ہے کہ بیوی شوہر کو غسل دے سکتی ہے اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنھا نے فرمایا: اگر پہلے ہی مجھکو یاد آتا جو بعد میں آیا، تو ہم ازواج رسول ہی آپ کو غسل دیتیں۔ روایت کیا امام اُحمد اُبوداود حاکم نے۔ یعنی آپ کی فرقت کے صدمہ نے بھولا دیا۔

علماء میں اختلاف ہے جوازِ غسل میں کہ شوہر بیوی کو غسل دے، اور جمھور علماء نے اِسکی اجازت دی ہے جیسا کہ بیہقی اور دار قطنی میں روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے غسل دیا فاطمہ بنت رسول کو۔ اور ابن ماجہ میں فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنھا سے ﴿ اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہوگی تو میں ہی تم کو غسل دونگا اور کفن پہناؤنگا﴾ احناف کے پاس عورتیں نہ ہوتو جائز ہے وہ بھی تیمّم کرانا۔

فإذا فرغ من غسل الميت جفف بدنه بثوب نظيف ، لئلا تبتل أكفانه ، ووضع عليه الطيب ، قال رسول الله ﷺ ((إذا أجمرتم الميت فأوتروا)) رواه البيهقي والحاكم وابن حبان وصححاه

اور جب غسل میت سے فارغ ہو جائیں، تو صاف کپڑے سے میت کے جسم سے پانی پوچھ دے تا کہ کفن کچا نہ ہو اور اس کو خوشبو لگائیں، جیسا کہ ارشاد نبی ﷺ ہے کہ، (جب میت کو خوشبو کا دھواں دو تو طاق عدد میں دو) اسکو بیہقی اور حاکم نے روایت کیا اور ابن حبان نے صحیح کہا۔

التيمم للميت عند العجز عن الماء : إن عُدم الماء يُمِّم الميت ، لقوله تعالى: ﴿فإن لَم تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمّمُوا﴾ ولقول رسولالله ﷺ : ((جُعلت لي الأرض مسجداً وطهوراً))وكذلك لو كان الجسم بحيث لو غسل لتهرّى))

تیمم: حالت عذر میں میت کو تیمّم کرانا، پانی کی قلت ہو یا میت کی ایسی حالت ہو کے

اُسکوغسل دینے سے عاجز ہیں ، تو حضرت غسال تدبیر سے کام لیں ۔باری تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے ﴿ پانی نہ ملے تو تیمّم کرو ﴾ اور اور فرمانِ نبوی ہے کے ((میرے لئے ساری زمین پاک اور مسجد کردی گئی ہے))

الكفن : تكفين الميت بما يستره ولو كان ثوباً واحداً فرض كفاية.

کفن: کفن اتنا ہو کہ میت کا سارا جسم ڈھک جائے گر ایک قمیص کیوں نہ ہو فرض کفایہ ہے۔

أن يكون ثلاث لفائف للرجل ، وخمس لفائف للمرأة ، لما رواه الجماعة عن عائشة قالت : كفن رسول الله ﷺ في ثلاث أثواب بيض سحولية جُدد ليس فيها قميص ولا عمامة.

اور مرد آدمی کے لئے تین کپڑوں میں کفن دینا اور عورت کو پانچ کپڑوں میں جیسا کہ اُم المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کو تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا نہ اس میں کرتا تھا نہ عمامہ۔

ما يستحب فيه : يستحب في الكفن : أن يكون نظيفاً ، ساتراً للبدن . وأن يُجمر ، ويبخر ، ويطيب ، لماروا ه أحمد والحاكم صححه عن جابرؓ أن النبي ﷺ قال : ((إذا أجمرتم الميت فأجمروه ثلاثاً)) وأوصى أبو سعيدؓ ، وابن عمرؓ ، وابن عباسؓ رضي الله عنهم : أن تُجمر أكفانهم بالعود.

کفن میں مستحب ہے کہ، کفن صاف ستر اہو اور سارا بدن ڈھک جائے ۔اور کفن کو خوشبو کا دھواں دیں اور عطر سے معطر کریں ،جیسا کہ امام اُحمدؒ روایت کی اور امام حاکمؒ نے کہا صحیح ،حضرت جابرؓ سے فرمایا، نبی کریم ﷺ نے ((جب تم میت کو خشبو کا دھواں دو تین باردو))اور اُبوسعید الخذریؓ اور عبداللہ بن عمر الخطابؓ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما نے وصیت کی کے اُن کے کفنوں کو عود یعنی صندل کا دھواں دیں۔

الصلاة على الميت : حكمها : من المتفق عليه بين أئمة الفقه ، أن الصلاة على الميت ، فرض كفايه ، لأمر رسول الله ﷺ بها ، ولمحافظة المسلمين عليها.

نماز جنازہ: اور اُسکا حکم ،تمام علماء کا اتفاق ہے کے نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے بستی محلّہ میں جب کوئی مسلمان مرجائے تو محلّہ میں سے گر چند آدمی بھی نمازِ جنازہ ادا کردیں تو تمام کی طرف سے ادا ہو جائے گا ، اگر کسی نے بھی نماز جنازہ ادا نہ کی تو تمام محلّہ والے گناہ کار ہو گے ،جیسا کہ ارشاد مصطفیٰ ﷺ میں ہے کہ مسلمان اس کی پاسبانی کریں۔

فضلها: روى البخاري ومسلم عن أبي هريرة : أن النبي ﷺ كان يؤتى بالرجل المتوفي عليه الدَّين فيسأل هل ترك لِدَينه فضلاً ؟ فإن حُدّث انه ترك وفاء صلى ، وإلا ، قال للمسلمين : ((صلوا على صاحبكم)).

روى مسلم عن خبابؓ ، قال : ياعبدالله بن عمرؓ ، ألاتسمع ما يقول ابوهريرة ؟ إنه سمع رسول الله ﷺ يقول :

((من خرج مع جنازة من بيتها وصلى عليها ثم تبعها حتى تدفن كان له قيراطان من أجر ، كل قيراط مثل أُحد . ومن صلى عليها ثم رجع كان له مثل أُحد)) . فارسل ابن عمررضي الله تعالى عنهما خباباً إلى عائشةؓ يسالها عن قول أبي هريرة ثم يرجع اليه فيخبره ما قالت ، فقال : قالت عائشة : صدق ابوهريرةؓ . فقال ابن عمر رضي الله تعالى عنهما : لقد فرّطنا في قراريط كثير.

نماز جنازہ کی فضیلت: بخاری اور مسلم شریف میں اُبوھریرؓ سے روایت ہے رسول پاک ﷺ ایک شخص کے جنازے پر حاضر ہوئے ،اور دریافت کیے کہ آیا اس شخص پر کوئی

قرض تو نہیں ؟ اگر قرض ہو تو اُس کی ادائیگی کا ذریعہ جھوڑ گیا ہے، تو آپ نماز ادا کرتے نہیں تو مسلمانوں سے فرماتے کہ ((تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھو)) اور مسلم شریف میں حضرت خباب ؓ سے روایت ہے آپ ؓ نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے کہا، کیا آپ جانتے ہیں اُبوھریرہ ؓ کیا کہتے ہیں؟ کہتے ہیں کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، جوکوئی جنازے میں میت کے گھر سے ساتھ چلا اور نماز جنازہ ادا کی اور اُسکے بعد قبرستان تک گیا، تو اُسکو دو قراط کا اُجر ملا، ایک قراط کا ثواب جبل اُحد کے برابر ہے، یہ سنکر عبداللہ بن عمر ؓ نے حضرت خباب ؓ کو اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنھا کے پاس حضرت اُبوھریرہ کی حدیث کو دریافت کرنے روانہ کیا، اور حضرت خباب ؓ نے واپس اکر کہا اُم المؤمنین فرماتی ہیں کے اُبوھریرہ ؓ نے سچ کہا۔ تب یہ سنکر عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا ہم نے تو بہت قیراطیں کھو بیٹھے۔

شروطها: صلاة الجنازة يتناولهالفظ الصلاة ،فيشترط فيهاالشروط التي تفرض في سائرالصلوات المكتوبة من الطهاتة الحقيقية والطهارةمن الحدث الأكبر والأصغر واسقبال القبلة وستر العورة.روى مالك عن نافع : أن عبدالله بن عمررضي الله تعالى عنهما يقول لا يصلي الرجل على الجنازة اِلاوهوطاهرصلاة الجنازة لها أركان تتركب منها حقيقتهاولو تلك منها بطلت ووقعت غيرمعتدّ بها شرعاً،نذكرها فيمايلي:

شروط نمازِ جنازہ کو بھی نماز کا لفظ دیا گیا ہے، اسی لئے نماز جنازہ میں بھی وہی شروط ومسائل ہیں جو فرض نمازوں میں ہیں، طہارت حقیقی غسل سے پاک ہونا ستر وضوء اور اسقبال قبلہ۔ جیسا کہ روایت کیا امام ملک نے نافع ؒ سے عبداللہ بن عمر رضي اللہ تعالی عنھما نے فرمایا، وہ شخص جنازے کی نماز نہ پڑھے جو ناپاک ہو۔ نماز جنازہ کے ارکان کے بغیر نماز جنازہ باطل ہے اور ارکان یہ ہیں ☆ جس نے نماز جناز کی قدر نہ کی وہ قیراطوں کے اُجر سے محروم رہا ☆

(١) النية لقول الله تعالى ﴿ وما أُمِروا اِلاّ ليعبدوا اللّهَ مُخلِصينَ لَهُ الدين ﴾ وقول سيدنا رسول الله ﷺ اِنما الأعمالُ بِالنيات وقوله ايضاً وانما لكل امرىء مانوى))

(١) پہلی شرط: نیت: جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ انھیں صرف اتنا ہی حکم تھا کے خلوص نیت سے اور اخلاص کے ساتھ اپنے معبود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت میں لگے رہیں اور اللہ کے لئے ہی دین کو خالص رکھیں، ﴾ فرمایا نبینا وسیدنا وشفیعنا نے ((اعمال کی امداد نیت پر ہے)) اور ایک ارشاد نبی آخر زمانی ((ہر کام نیت سے ہے))

(٢) القيام للقادر عليه : وهو ركن عند جمهور العلماء ، فلا تصح الصلاة على الميت لمن صلى عليه راكباً أوقاعداً من غير عذر . (٣) التكبيرات الأربع . لما رويه البخاري ومسلم عن جابر ؓ : أن النبي ﷺ صلى على النجاشي فكبّر أربعاً . (٤) قراءة الفاتحة سراً (٥) الصلاة على النبي (٦) الدعاء (٧) الدعاء بعدتكبيرة الرابعة ، (٨) السلام وهومتفق على فرضيتة بين الفقهاء ما عدا أباحنيفة ؒ القائل بأن التسليمتين يميناً وشمالاً واجبتان وليستاركنين؛ استدلوا على الفرضية بأن صلاة الجنازة صلاة ، وتحليل الصلاة التسليم.وقال ابن مسعود:التسليم على الجنازة مثل التسليم في الصلاة.واستحب الشافعي ؒ تسليمتين ، يبدأ بالأولى ملتفتاً إلى يمينه ويختم بالأخرى ملتفتاًاِلى يساره ، قال ابن حزم : والتسليمة الثانية ذكر وفعل خير. عن أبي هريرة قال:صلى رسول الله ﷺ على جنازة فقال:(اللّٰهُمَّ اَغْفِرْ لِحَيِّنَاوَ مَيِّتِنَا،وَصَغِيرِنَاوَ كَبِيرِنَا وَذَكَرِنَاوَ أُنْثَانَاوَشَاهِدِنَاوَغَائِبِنَا،اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهُ عَلَى الْاِسْلَامِ،وَمَنْ

تُوَفَّيتَهُ مِنَّافَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ، اَللّٰهُمَّ لَاتَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَاتُضِلَّنَابَعْدَهُ.)) فإذا كان المصلّى عليه طفلاً استحب أن يقول المصلي ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَاسَلَفاًوَفَرَطاًوَذَخِراً)) البخاري والبيهقي

(۲) دوسری شرط قیام: قدرت والے پر یعنی جو شخص کھڑا رہ سکتا ہو وہ بحالت قیام نماز جنازہ ادا کرے، بنا عذر سواری پر یا بیٹھ کر نماز صحیح نہ ہوگی (۳) مع تکبیر تحریمہ چار تکبیرات کا کہنا، جیسا کہ بخاری و مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نجاشیؓ پر نماز جنازہ میں چار تکبیر کہی (۴) سورہ فاتحہ پڑھنا سراً (۵) نبینا وسیدنا وشفیعنا پر دورد بھیجنا (۶) دعاء میت کے لئے تیسری تکبیر کے بعد دعاء کرنا (۷) چوتھی تکبیر کے بعد بھی میت کے لئے دعاء کرنا یا سلام پھرنا۔ (۸) سلام کی کیفیت، علماء اس پر متفق ہیں کہ سلام فرض ہے امام أبوحنیفہؒ کا قول ہے کہ سلام دائیں اور بائیں دونوں طرف پھرنا واجب ہے کیونکہ یہ صرف رکن نہیں بلکہ واجب ہے، اور نماز جنازہ نماز ہے اور نماز کی تحلیل سلام ہے ابن مسعود نے فرمایا، نماز جنازہ کا سلام، نماز کے سلام کی طرح ہی ہے، اور امام شافعیؒ نے مستحب کہا دونوں جانب چہرے کو پھر کر سلام کرنا۔ اور ابن حزم نے کہا دوسرا اسلام ذکر ہے اور فعل خیر ہے۔ ابوھریرۃؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کی نماز جنازہ میں یہ پڑھی:((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَاوَ مَيِّتِنَا ، وَصَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا ، اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهُ عَلَى الْاِسْلَامِ ، وَمَنْ تُوَفَّيْتَهُ مِنَّافَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ ، اَللّٰهُمَّ لَاتَحْرِمْنَا أَجْرَهُ ، وَلَاتُضِلَّنَابَعْدَهُ.)) یا اللہ مغفرت فرما ہم زندوں کی اور مُردوں کی، ہم چھوٹوں اور بڑوں کی، ہم نر و مادہ کی جو موجود ہیں اور جو نہیں ہیں، اے اللہ ہم میں سے جو زندہ ہیں اُنکو اسلام پر زندہ رکھ، اور جو ہم میں سے مرے اُن کا ایمان پر خاتمہ کر، یا اللہ اس میت کی فُرقت سے جو ہمیں غم ہوا اُسکے اُجر سے ہمیں محروم نہ کر، اور اُن کے بعد ہم کو گمراہ نہ کر۔

اور اگر کم عمر والے لڑکے یا لڑکی کا جنازہ ہو تو، مستحب ہے کے، اس کے بعد یو کہیں، ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفاً وَفَرَطاً وَذَخِراً)) ((اے اللہ اِسکو ہمارا پیشواں سفارش کرنے والا آخرت کا ذخیرہ بنا))

موقف الامام من الرجل والمرأة: من السنة أن يقوم الامام حذاء رأس الرجل ووسط المرأة لحديث أنس ، أنه صلى على جنازة رجل ، فقام عند رأسه فلما رُفعت ، أُتي بجنازة امرأة ، فصلى عليها فقام وسطها فسئل عن ذلك وقيل له : هكذا كان رسول الله ﷺ يقوم من الرجل حيث قمت ، ومن المرأة حيث قمت ؟ قال نعمَ. رويه أحمد وأبو داؤد وابن ماجه والترمذي حسنه

امام کا مَرد میت اور عورت کے ٹھیرنا: سنت ہے کے امام میت مرد کے سرہانے ٹھرے، اور میت عورت کے جنازہ پر درمیان میں، حدیث میں ہے کہ اُنسؓ نے ایک مرد کی نماز جنازہ پڑھائی تو سرہانے ٹھرے، اور جب دوسرا جنازہ لایا گیا جو عورت کا تھا آپؓ نے درمیان ٹھر کر ادا کیے، پوچھا گیا اس اَمر کے مطلق کیا رسول اللہ ﷺ اسطرح ٹھر کر ادا کرتے تھے جیسا کے آپؓ نے ادا کی؟ کہا جی ہاں۔ روایت کیا امام أحمد اور أبو دوٗد اور ابن ماجہ نے اور ترمذی نے کہا حسن۔

استحباب الصفوف الثلاثة وتسويتها : يستحب أن يصف المصلون على الجنازة ثلاثة صفوف وأن تكون مستوية ، لما رواه مالك بن هبير قال ،قال رسول الله ﷺ ((مامن مؤمن يموت فيصلّي عليه أمَّة من المسلمين يبلغون أن يكونوا ثلاثة صفوف اِلا غفرله))فكان مالك بن هبير يتحرى إذا قلّ أهل الجنازة أن يجعلهم ثلاثة صفوف . رواه أحمد

وأبو داؤد وابن ماجه والترمذي حسنه والحاكم صححه

قال أحمدؒ : أحب إذا كان فيهم قلة أن يجعلهم ثلاثة صفوف . قالوا : فإن كان وراءه أربعة كيف يجعلهم ؟ قال : يجعلهم صفين ، في كل صف رجلين ، وكره أن يكون ثلاثة فيكون في صف رجلٌ واحد.

تین صفیں برابر کرنا مستحب: مستحب ہے کے جہاں تک ہو نمازِ جنازہ میں مصلیوں کی تین صفیں برابر کریں، جیسا کہ ملك بن هيبر سے روایت ہے فرمایا میدان محشر کی ایک سوا سی صفوں والی اُمت کے نبی ﷺ نے ((جب کوئی مؤمن میت کی نماز جنازہ میں اُمت مسلمہ کی جماعت تین صفوں تک پہنچائے تو اسکی مغفرت ہوگئی)) ملک بن هيبر ہمیشہ تین صف کی کوشش کرتے روایت کیا امام أحمد وامام داؤداور ترمذی نے کہا حسن اور حاکم نے کہا صحیح اور امام أحمد بن حنبل فرماتے ہیں میں پسند کرتا ہوں کہ جب مصلیوں کی تعداد کم بھی ہوتو تین صفیں کی جائے ، کہا گیا اگر امام کے پیچھے چار ادمی ہوتو کیسا ، فرمایا، دو صفیں کرلیں، کیو ں کے تیسری صف میں ایک شخص ٹھیک نہیں ۔☆ اگر چار سے زیادہ ہوتو ترتیب کریں ☆

استحباب الجمع الكثير : ويستحب تكثير جماعة الجنازة لما جاء عن عائشةؓ : أن النبي ﷺ قال : ((مامن ميت يصلي عليه أمّة من المسلمين يبلغون مائة . كلهم يشفعون له إلا شُفّعُوا) رواه أحمدومسلم والترمذي.

کثیر تعداد میں شرکت کرنا : مستحب ہے کہ جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگوں کا شرکت کرنا ، امام أحمد ومسلم وترمذی میں اُم المؤمنین عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ : فرمایا اربوں کھربوں کے ساقی کوثر نے ((جو بھی مسلمان میت پر اُمت مسلمہ ١٠٠ آدمی کی تعداد میں نماز جنازہ ادا کی ان سبھوں نے میت کی شفاعت کی اور میت کی شفاعت ہوئی ۔))

وعن ابن عباسؓ قال : سمعت رسول الله ﷺ يقول : ((مامن رجل مسلم يموت فيقوم على جنازته أربعون رجلا، لا يشركون بالله شيئاً إلا شفّعهم الله فيه)) رواه أحمد ومسلم و أبوداؤد .

اورابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے صاحب تاج ومعراج کا ارشاد ((جو کوئی مسلمان کے جنازہ میں چالیس آدمی ہو اور وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتے ہوں تو اللہ عزوجل شانہ اس میت کی مغفرت کردیتا ہے۔ مسلم وأبوداؤد

المسبوق في صلاة الجنازة : وقد روي عن عائشة رضي الله عنها انها قالت : يارسول الله إني أصلي على الجنازة ويخفى عليَّ بعض التكبير. قال : ((ماسمعتِ فكبري، ومافتكِ فلاقضاء عليك)) وهذا صريح . ولأنها تكبيرات متواليات فلا يجب ما فاته منها كتكبيرات العيدين .

مسبوق نماز جنازہ میں دیر سے شامل ہونے والا : اُم المؤمنین عائشہ ؓ نے صاحب قرآن شق القمر ﷺ سے دریافت کی اور کہا یا رسو اللہ ﷺ مجھ سے نماز جنازہ کی کچھ تکبیریں چھوٹ گئی ؟ آپ رحمتِ محبوب رب العالمین نے فرمایا ((کیا تم نے نہیں سنا اللہ اکبر کہو اور پڑھ لو جتنا ملے جو چھوٹے اُس کی قضاء نہیں))

الصلاة على الغال وقاتل نفسه وسائر العصاة :

ذهب جمهور العلماء إلى أنه يصلى على الغالّ [الذي سرق من الغنيمة قبل القسمة] وقاتل نفسه وسائر العصاة. قال نووي : قال القاضي ((مذهب العلماء كافة : الصلاة على كل مسلم ومحدود ومرجوم وقاتل نفسه وولد الزنا)) وما روي أنه ﷺ لم يصل على الغال وقاتل نفسه ، فلعله للزجر من هذا الفعل كما امتنع عن الصلاة على المدين وأمرهم بالصلاة عليه.

نماز جنازہ سارق وخود کشی کرنے والا اور وہ تمام خطا کاروں پر پڑھی جائے:

جمھور علماء کا اتفاق ہے کے نماز جنازہ، غالّ پر [یعنی مال غیمت میں سے قبل تقسیم چوری کرنے والے پر] اور خود کشی کرنے والے پر پڑھی جائے۔ نوویؒ نے کہا، قاضی عیاض فرماتے ہیں، ((تمام علماء کا مذھب ہے کہ ہر وہ مسلمان محدود پر ومرجوم پر ولد زنا پر خود کشی کرنے والے پر نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔ جو روایت آپ ﷺ سے ہے کہ آپ ﷺ نے غال پر اور خود کشی والے پر نماز جنازہ نہیں پڑھی، نارضگی کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ دوسرے اس فعل سے اجتناب کریں جیسا کہ آپ رحمۃ اللعالمین نے قرض چھوڑ کر مرنے والے پر بھی نماز جنازہ ادا نہ کی اور فرمایا (صلوا علی صاحبکم)) تم اپنے ساتھی پر نماز جنازہ پڑھو۔

وصح عن ابراهيم النخعي أنه قال : لم يحجبون الصلاة عن أحد من أهل القبلة ، والذي قتل نفسه يصَلّى عليه ، وأنه قال : السنة أن يصلى على المرجوم . وصح عن قتادة أنه قال : ماأعلم أحد من أهل العلم اجتنب الصلاة عمن قال ((لااله الا اللّٰه)) وصح عن ابن سيرين : ماأدركت أحداً يتأثم من الصلاة على أحد من أهل القبلة.

وعن أبي غالب : قلت لأبي أمامة الباهلي: الرجل يشرب الخمر ، أيصلى عليه ؟ قال : نعم . لعله اضطجع مرة على فراش فقال ((لااله الا اللّٰه)) فغفرله . وصح عن الحسن أنه قال : يصلى على من قال : ((لااله الا اللّٰه)) وصلى اِلى القبلة اِنما هي شفاعة .

نوویؒ نے ابراهم النخعی سے فرماتے ہیں: جو قبلہ والا ہے اُسکی نماز جنازہ سے کوئی پردہ نہیں، خود کشی کرنے والے پر بھی نماز جنازہ ادا کی، اور فرمایا: سنت ہے مرجوم یعنی سنگسار پر نماز جنازہ۔ اور ایک صحیح روایت قتادہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں، ایسا کوئی

نہیں کہ جس نے ((لا الہ الا اللہ)) کہا اور اُسکی نماز جنازہ ادا نہ کی گئی ہو۔ اسطرح ابن سیرینؒ فرماتے ہیں ہم نے کوئی ایسا نہیں پایا جو قبلہ والے پر نماز جنازہ ادا نہ کرنے کا گناہ کیا ہو، اور ابی غالب نے ابی اُمامہ الباھلی سے پوچھا؟ کیا شرابی پر نماز جنازہ پڑھی جائے، آپ نے فرمایا: ہاں۔ ہو سکتا ہے ایک مرتبہ بھی بستر پر کروٹ لیتے ((لا الہ الا اللہ)) کہ دیا ہو۔ اور اسکی مغفرت ہوگئی ہو۔ اور حسن بصریؒ سے صحیح ہے کہ نماز جنازہ پڑھو جس نے ((لا الہ الا اللہ)) کہا اور قبلہ کی طرف نماز پڑھی وہی اُسکی شفاعت ہوئی ۔

الصلاة على القبر : تجوز الصلاة على الميت بعد الدفن في أي وقت ، ولو صُلّيَ عليه قبل دفنه ، وقد تقدم أن رسول الله ﷺ صلى على شهداء أُحد بعد ثمان سنين . وعن زيدبن ثابت قال : خرجنامع النبي ﷺ ، فلما وردنا البقيع اِذاهو بقبر جديد ، فسأل عنه ؟ فقيل : فلانة ، فعرفها ، فقال : ﴿ ألاآذنتموني بها ؟ ﴾ (١) قالوا : يارسول الله ، كنت قائلاً (٢) صائماً ، فكرهناأن نؤذيك . فقال ﴿ لا تفعلوا، لايموتن فيكم ميت ماكنت بين أظهركم اِلا آذنتموني به فاِن صلاتي عليه رحمة ﴾ ثم أتى القبر فصففنا خلفه وكبّرعليه أربعاً . رواه أحمد ونسائي والحاكم وابن حبان وصححاه.

(١) اي علمتموني) وهذا دليل على جواز اِعادة الصلاة لمن فاتته الصلاة عليه.

(٢) قائلاً من قيلولة وهو النوم وقت الظهيرة.

قبر پر نماز جنازہ پڑھنا: جائز ہے دفن کے بعد کسی بھی وقت، اگر چہ دفن سے پہلے بھی نماز جنازہ پڑھی جا چکی ہو۔ نبی کریم ﷺ نے شہداء اُحد پر آٹھ سال کے بعد بھی نمازِ جنازہ

پڑھی۔اور زید بن ثابتؓ سے روایت ہے ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جنتِ بقیع کو نکلے وہاں
پر ایک قبر نئی دیکھکر آپ ﷺ نے اُس تعلق سے دریافت کیا، ہم نے کہا، فلاں عورت کی قبر
ہے آپؐ نے پہچان لیا، اور فرمایا ﴿ مجھکو خبر کیوں نہیں دی ﴾ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ
آپؐ روزے سے تھے اور قیلولہ میں تھے، اس لئے ہم نے آپ کو بیدار کرنا پسندہ نہیں
کیا، آپؐ نے فرمایا: ﴿ ایسا مت کرو۔تم میں سے کوئی بھی ایسا نہ مَرے میت جب کہ میں
تمہارے درمیان میں ہو، تم پیٹھ پیچھے، سوائے یہ کہ مجھکو خبر دو میرا نماز پڑھنا اُس پر رحمت
ہے۔ پھر آپ ﷺ اُس عورت کی قبر پر تشریف لیگیے، اور ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صفیں
بندلی آپ ﷺ نے چار تکبریں ادا کی۔روایت کیا امام أحمد اور نسائی اور حاکم اور ابن حبان
نے صحیح کہا (قیلولہ یعنی ظہر کے بعد کا سونا) ﴿ مجھکو خبر کیوں نہیں دی ﴾ اس سے یہ مسئلہ پتہ
چلا اگر کسی نے نماز جنازہ ادا نہ کی ہو وہ ادا کرسکتا ہے

قال الترمذي : والعمل على هذا عند أكثر أهل العلم من أصحاب النبي ﷺ وغيرهم ، وهو قول الشافعي وأحمد وإسحق ، وفي الحديث : أن رسول الله ﷺ صلّى على القبر بعد ماصلّى عليها أصحابه قبل الدفن ، لأنهم ماكانوا ليدفنوها قبل الصلاة عليها. وفي صلاة الأصحاب معه على القبر مايدل على أن ذلك ليس خاصاً له صلوات الله وسلامه عليه.

اور فرمایا امام ترمذی نے اس عمل پر اکثر اہل علم اور اصحاب رسولؐ وغیرہ ہیں، امام
شافعیؒ اور امام أحمدؒ و امام اسحق الحنفیؒ ہیں جیسا کہ حدیث ہے نبی کریم ﷺ
نے نماز جنازہ پڑھی قبر پر صحابہ کے نمازہ جنازِہ پڑھنے کے بعد میں۔صحابہ کا نمازہ جنازِہ
ادا کرنا بتا رہا ہے کہ آپ ﷺ کا قبر پر نمازہ جنازہ پڑھنا خاص آپؐ ہی کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ
سب کے لئے رحمت ہے۔ لاتعداد دورد وسلام آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وعلی آلہ سلم پر۔

الصلاة على الغائب: تجوز الصلاة على الغائب في بلد آخر، سواء أكان البلد قريباً أم بعيداً، فيستقبل المصلي القبلة ، وإن لم يكن البلد الذي به الغائب جهة القبلة ، ينوي الصلاة عليه ، ويكبر ويفعل مثل ما فعل في الصلاة على الحاضر ، لمارواه الجماعة عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي ﷺ نعى للناس النجاشي في اليوم الذي مات فيه، وخرج بهم إلى المصلى فصف اصحابه رضوان الله عليهم أجمعين وكبر أربع تكبيرات.

غائبانہ نمازہ جنازہ: جائز ہے غائب میت کی نمازہ جنازہ کا پڑھنا، اگر چہ موتا قریب
ہو یا دور کسی ملک میں بھی ہو، اگر میت قبلہ کی رُخ نہ بھی ہو، استقبالِ قبلہ کر کے اُسکی
نماز جنازہ کی نیت سے، ایسا ادا کریں جیسے جنازے حاضر پر تکبیرات ہوتی ہیں جیسا کہ
روایت ہے ابوھریرہ رضي اللہ تعالیٰ عنہ سے جس دن مُلکِ حبش کے حاکم نجاشی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کا انتقال ہوا آپ ﷺ کو معلوم ہوگیا، اُسی دن آپؐ نے آواز دی لوگوں کو اور عیدگاہ
جا کر چار تکبیرات نماز جنازہ کی ادا کی ☆ نجاشی لقب ہے حبش کے حاکم کا نام اصحمہ تھا ☆

جواز صلاة النساء على الجنازة :يجوز للمرأة أن تصلي على جنازة مثل الرجل ، سواء أصلت منفردة أوصلت مع الجماعة : فقد انتظر عمر رضي الله عنه ام عبدالله حتى صلت على عُتبة.

عورتوں کا نماز جنازہ پڑھنا: جائز ہے عورت کو نماز جنازہ پڑھنا جیسا مرد پڑھتے ہیں
۔ با جماعت سے ادا ہو یا منفرد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُم عبداللہ کا انتظار کیا یہاں تک
کہ وہ عتبة رضی الله تعالیٰ عنه کی نماز جنازہ ادا کی۔

الدفن : اجمع المسلمون على أن دفن الميت ومواراة بدنه فرض كفاية ، قال الله تعالى ﴿ ألم نَجعَلِ الأرضَ كِفاتاً أحياء وأمواتا﴾ ويرى

جمهور العلماء أن الدفن بالليل كالدفن بالنهار سواء بسواء. فقد دفن رسول الله ﷺ الرجل الذي كان يرفع صوته بالذكر ليلاً ، ودفن علي رضي الله عنه فاطمة الزهراء رضي الله عنها ليلاً وكذلك دفن أبوبكر وعثمان وعائشة وابن مسعود رضوان الله تعالى عنهم أجمعين.

دفن: بلا اختلاف تمام مسلمانوں کے نزیک دفن میت ، یہ ہیکہ میت کا بدن درندوں سے اور اُسکی عفونت بدبو سے زمین میں محفوظ رہے۔ فرمان الٰہی ہے ﴿ کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کی سمیٹنے والی نہیں بنایا ﴾ سورہ مرسٰلت ۔ جمھور علماء کی رائے ہے کہ رات کا دفن کرنا ایسا ہے جیسے دن میں، جیسا کہ صاحب بلند ذکر ﷺ نے ایک شخص کو رات میں دفن کیا، جو رات کے وقت بلند آواز سے ذکر کیا کرتا تھا، اور سیدنا علي کرم الله وجهه نے سیدة الجنة کو رات میں دفن کیا، اسطرح خليفة رسول الله ﷺ سیدنا أبابكر صديق رضى الله تعالىٰ عنه کو اور خليفة حبيب الله ﷺ عثمان بن عفان رضى الله تعالىٰ عنه کو اور أم المؤ منين عائشة صديقه رضى الله تعالىٰ عنها کو اور ابن مسعود رضوان الله تعالىٰ عليهم اجمعين کو بھی رات ہی میں دفن کیا گیا۔

استحباب توجيه الميت في قبره إلى القبلة والدعاء له وحل أربطة الكفن: السنة التي عليها العلم ، أن الميت في قبره على جنبه الأيمن ووجهه تجاه القبلة . ويقول واضعه : ((بسم الله وعلى ملة رسول الله ، أووعلى سنة رسول الله)) ويحل أربطة الكفن . فعن ابن عمر رضي الله عنهما، عن النبي ﷺ قال : كان إذا وضع الميت في القبر ، قال: ((بسم الله وعلى ملة رسول الله ، أووعلى سنةرسول الله))رواه أحمد و أبو داؤد والترمذي وابن ماجه ورواه النسائي مسنداً وموقوفا.

قبر میں میت کا منہ: میت کا منہ قبر میں قبلہ رُخ کرنا اور دعاء کرنا اور بند کھولنا، سنت ہے جیسا کہ معلوم ہے میت کو قبر میں دائیں جانب رُخ کرنا اور قبر میں ڈالتے وقت ((بسم الله وعلى سنة رسول الله ﷺ)) کہنا یہ ((بسم الله وعلىٰ ملة رسول الله ﷺ)) کہنا اور میت کے کفن کا بند کھول دینا ، ابن عمرؓ نے فرمایا نبی کریم ﷺ جب میت کو قبر میں اُتارتے تو یو کہتے ((بسم الله وعلى سنة رسول الله ﷺ)) یا ((بسم الله وعلىٰ ملة رسول الله ﷺ)) أحمد أبوداؤد ترمذی ابن ماجہ ونسائی مسنداً وموقوفاً

واستحب العلماء أن يوسَّد رأس الميت بلبنة أوحجر أو تراب ، ويفضي بخده الأيمن الى اللبنة ونحوها ، بعدأن ينحي الكفن عن خده ، ويوضع على التراب ، قال عمر رضي الله عنه : إذا انزلتموني الى اللحد فافضوا بخدي الى التراب .

اور مستحب کہ میت کے سر کے نیچے تکیہ بنا کر سر کو اُونچا کریں، پکی مٹی یا پتھر یا سادی مٹی سے اور دائیں گال کو تکیہ پر رکھیں اور کفن کشادہ کر کے گال کو مٹی پر رکھیں سیدنا عمر بن خطابؓ نے فرمایا: مجھے جب قبر میں اُتارو تو میرا گال مٹی پر رکھنا۔

استحباب ثلاث حثيات على القبر : واستحب أن يحثو من شهد الدفن ثلاث حثيات بيديه على القبر من جهة رأس الميت ، لما رواه ابن ماجه :((أن النبي ﷺ صلّى على جنازة ، ثم أتى قبر الميت فحثى عليه من قبل رأسه ثلاثاً)) واستحب الأئمة الثلاثة أن يقول في الحثية الأولى ﴿ منها خلقناكم ﴾ وفي الثانية ﴿وفيهانعيدكم ﴾ وفي الثالثة ﴿ومنها نخرجكم تارة أخرى ﴾ لما روي أن النبي ﷺ قال ذلك لما وضعت أم كلثوم بنته في القبر .

قبر پر مٹی سے لیپ کرنا مستحب ہے کے تین لیپ قبر پر دونوں ہاتھوں سے مٹی ملا کر لیپ کرنا، میت کے سرہانے سے۔ جیسا کہ ابن ماجہ نے روایت کی ہے حضور پاک ﷺ نے نماز جنازہ ادا کی اور قبر پر تشریف فرما کر آپؐ نے سرہانے سے تین لیپ رکھے تینوں اُمۃ نے اس کو مستحب کہا کے جب پہلا پتھر رکھے تو یوں کہے ﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ﴾ اور دوسرے پر ﴿وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ﴾ تیسرے پر ﴿وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ﴾ (اس مٹی سے تم کو پیدا کیا) (اسی میں تم کو لوٹاتا ہوں) (اسی میں سے دوبارا نکالے جاوگئے) فرماتے ہیں جب حضور انور ﷺ نے اُم کلثوم کو دفن کیا تو یوں فرمایا۔

من السنة أن يرفع القبر عن الارض قدر شبر، ليعرف أنه قبر، قال الشافعي وأحب الا يزاد في القبر تراب من غيره، وإنما أحب أن يشخص على وجه الأرض شبراً أو نحوا. تعليم القبر بعلامة يجوز أن يوضع على القبر علامة من حجرة أو خشب يعرف بها، لمارواه ابن ماجه عن أنس بن مالك أن النبي ﷺ ((أعلم عثمان بن مظعون بصخرة)) أي وضع عليه الصخرة ليتبين به. وفي الحديث استحباب جمع الموتى الأقارب في أماكن متجاورة لأنه أيسر لزيارتهم وأكثر للترحم عليهم.

سنت ہے کہ قبر زمین سے قدر بالش اُونچی کریں، امام شافعیؒ فرماتے ہیں قبر سے جتنی مٹی نکلے اُس سے زیادہ نہ کریں۔ ایک بالش یہ اُسکے آس پاس تا کہ پتہ چلے کہ قبر ہے، قبر پر نشانی لگانا، جائز ہے پتھر یا لکڑی سے، ابن ماجہ میں روایت ہے اُنس بن مالکؓ سے نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کی قبر پر پتھر رکھے، تا کہ نشانی سے پتہ چلے کے یہ قبر عثمانؓ کی ہے اور حدیث میں مستحب ہے کہ تمام اُقارب ایک جگہ قطعہ میں دفن کرنا تا کہ دعاء اور زیارت کیلئے آسانی ہو۔

استحباب الدعاء للميت بعدالفراغ من الدفن : يستحب الاستغفار للميت عند الفراغ من دفنه وسؤال التثبيت له، لأنه يسأل في هذه الحاله. فعن عثمان بن عفان رضي الله عنه قال : كان النبي ﷺ إذا فرغ من دفن الميت وقف عليه، فقال : ((استغفروا لأخيكم وسلوا له التثبيت فإنه الآن يسأل)) رواه أبو داؤد والحاكم صححه. وروى رزين عن علي رضي الله عنه : أنه كان إذا فرغ من دفن الميت قال : اللهم هذا عبدك نزل بك وانت خير منزول به فاغفرله ووسع مدخله. واستحب ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قرائة أول سورة البقرة وخاتمتها على القبر بعد الدفن. رواه البيهقي بسند حسن

مستحب بعد دفن مستحب ہے کے بعد فراغ دفن میت، میت کے لئے ثابت قدمی کی دعاء کرنا اور استغفار کرنا کیوں کے میت سوالات کے مرحلہ میں ہیں، جیسا کہ سیدنا عثمان رضي الله عنه سے روایت ہے جب سرورے کونین ﷺ دفن سے فارغ ہوتے، تو قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرماتے اپنے بھائی کے لئے مغفرت کی دعاء کرو اُسکے لئے اللہ سبحانہ تعالیٰ سے آسانی طلب کرو، کیوں کے اب اُس سے سوال ہو رہا ہے، اُبوداوٗد و حاکم، اور روایت کیا رزین نے عليؓ سے جب حضور پاک ﷺ دفن سے فارغ ہوتے تو یوں دعاء فرماتے

((اللهم هذا عَبْدُكَ نَزَلَ بِكَ وأنْتَ خَيْرُ مُنْزُوْلٍ بِهٗ فَاغْفِرْ لَهُ وَوَسِعَ مدخله.)) ترجمۃ یا اللہ یہ تیرا بندہ طرف اترا اور تو سب سے اچھا اتارنے والا ہے اِسکی مغفرت کر اسکی قبر کو کشادہ کر۔ بیہقی نے سند حسن سے روایت کی ابن عمرؓ، نے کہا جب مجھکو دفن کرو تو میرے سرہانے اوّل سورہ بقراء وأخری کی ایات تلاوت کرنا۔

حكم التلقين بعد الدفن : استحب أهل العلم والشافعي أن يلقّن الميت بعد الدفن ، لما رواه سعيد بن منصور عن راشد بن سعد، وضمرة بن حبيب ، وحكيم بن عمير (هؤلاء تابعون) قالوا : إذا سوي على الميت قبره ، وانصرف الناس عنه كانوا يستحبون أن يقال للميت عند قبره : يا فلان قل لااله الا الله ، وأشهد أن محمد رسول الله ((ثلاث مرات)) يا فلان قل : ربي الله ، وديني الأسلام ، ونبيي محمد ﷺ ثم ينصرف .

حکم تلقین بعد دفن: بعض اہل علم اور امام شافعی مستحب فرماتے ہیں بعد دفن میت تلقین پڑھنا، جیسا کہ روایت ہے سعید بن منصور سے اور راشد بن سعد سے اور ضمرہ بن حبیب سے اور حکیم بن عمیر سے، یہ سب تابعی ہیں فرماتے ہیں جب میت کی قبر پر مٹی برابر ہو جاتی اور لوگ چلے جاتے ، تو مستحب جانتے میت سے یہ کہنا یا فلان کہے لا الہ الا اللہ، اور وأشهد أن محمد رسول اللہ (۳) بار پھر کہتے یا فلان کہے ربی اللہ، ودینی اسلام، ونبی محمد ﷺ میرا رب اللہ اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہے اور اسکے بعد قبرستان سے باہر نکلتے۔

وقد ذكر هذا الأثر الحافظ في التخليص وسكت عنه . وروى الطبراني من حديث أبي أمامة أنه قال : ((اذا مات أحد من أخوانكم فسويتم التراب على قبره فليقم أحدكم على رأس قبر ثم ليقل : يا فلان بن فلان ، فإنه يسمعه ولا يجيب ، ثم يقول : يافلان بن فلان فإنه يستوي قاعداً . ثم يقول : يا فلان بن فلان فإنه يقول ارشدنا يرحمك الله ، ولكن لا تشعرون . فليقل : اذكر ما خرجت عليه من الدنيا ، شهادت أن لااله الا الله وأن محمداً عبده ورسوله ، وأنك رضيت بالله رباً ، وبالإسلام ديناً ،

وبالقرآن إماماً ، فإن منكراً ونكيراً يأخذ كل واحد بيد صاحبه ،ويقول : انطلق بنا ما يقعدنا عند من لُقِّن حجته)) فقال رجل : يارسول الله ﷺ فإن لم يعرف امه ؟ قال :

((ينسبه إلى أمه حواء : يافلان ابن حواء))

حافظ ابن حجر نے تخلیص میں ذکر کیا اور اس روایت پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی ،طبرانی میں حضرت ابی امامہؓ سے روایت ہے فرمایا حضور کریم ﷺ نے ((جب تمہارے بھائیوں میں کوئی مرجائے اور تم اسکی قبر پر مٹی تمام کردو، تو تم میں سے ایک قبر کے سرہانے کھڑا ہوکر کہے یافلان بن فلانہ تو وہ تم کو سنتا ہے، مگر جواب نہیں دے سکتا، پھر کہو یافلان بن فلانہ، تو وہ بیٹھ جاتا ہے پھر کہو یافلان بن فلانہ، وہ کہتا ہے کہو اللہ تم پر رحم فرمائے لیکن تم کو کچھ معلوم نہیں پڑے گا۔ پھر کہو میت سے، یاد کر جب تو دنیا سے نکلا شہادت أن لا الہ اللہ وأن محمد رسول اللہ کی میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد ﷺ اللہ کے بند اور رسول ہے اور تو راضی ہے کہ اللہ تیرا رب ہے اور اسلام تیرا دین، قرآن تیرا پیشواں، یہ سنکر منکر نکیر واپس چلے جاتے ہیں اور کہتے ہیں اسکے پاس کیا بیٹھنا اب تو اس کو اس کی حجت یاد دلادی گئی،)) ایک ادمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر میت کی ماں کا نام معلوم نہ ہوتو؟ آپ نے فرمایا: اس کی ماں حواء کہو۔

وقال الحافظ في التخليص : وإسناده صالح ، وقد قواه الضياء في احكامه.

وقال النووي هذا الحديث وإن كان ضعيفاً فيُستأنس به ، وقد اتفق علماء المحدثين وغيرهم المسامحة في أحاديث الفضائل والترغيب والترهيب ، وقد اعتضد بشواهد كحديث ((واسألوا له التثبيت))

ووصية عمر بن العاص وهما صحيحان ، ولم يزل أهل الشام على العمل بهذا في زمن من يقتدى به وإلى الآن .

اورحافظ ابن حجر نے فرمایا اس کے اسناد نیک ہے کیوں کے راوی کے تمام احکام روشن ہیں۔

اور نووی نے کہا گر یہ حدیث ضعیف ہے لیکن تسلی والی بھی ہے کیونکہ علماء اور محدثین وغیر نے سکوت سے کام لیا کیونکہ احادیث اور فضائل جس میں ترغیب اور تشریف ہیں اور اس حدیث کی بھی دلیل (وَاسْأَلُوْا لَهُ اَلتَّثْبِيْتَ)) یعنی اپنے بھائی کے لے ثابت قدمی طلب کرو، والی حدیث، اور عمر بن العاص جیسے جلیل وقدر صحابی کی وصیت یہ دونوں دلیل صحیح اور ثابت ہیں اور اہل شام کا اس پر عمل کرنا جو آج تک جاری ہیں

الوضوء بعد الدفن: عن أبي هريرةؓ انَّ النبي ﷺ قال من غسل الميت فليغتسل ومن حمله فليتوضا .رواه أبو داود.

بعد دفن وضوء کرنا: حضرت أبوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے جو میت کو غسل دے، تو چاہیے کے وہ خود بھی غسل کرے، اور جو کوئی جنازہ اُٹھاوے تو وہ وضو کرے۔ روایت کیا اَبوداود نے

قراءة القرآن : وهذا رأى الجمهور من اهل السنة وذهب أحمد بن حنبل ، وجماعة من أصحاب الشافعي إلى أنه يصل. فالاختيار أن يقول القاريء بعد فراغه : اللهم أوصل مثل ثواب ما قرأته إلى فلان. وفي المغني الابن قدامه : قال أحمد بن حنبلؒ، الميت يصل إليه كل شيء من الخير، للنصوص الواردة فيه ، ولأن المسلمين يجتمعون في كل مصر ويقرئون ويهدون لموت هم من غير نكير ، فكان إجماعاً.

ختم قرآن شریف کا پڑھنا: جمہور علماء اہل سنت کی رائے جیسا کہ امام أحمد بن حنبلؒ اور ان کے علماء اور علماء امام شافعی نے کہا اُجر اور ثواب پہنچتا ہے میت کو، مگر قاری کو چاہئے کہ وہ بعد قرأت یوں کہے یا اللہ جتنا ثواب اسکا ہے میت کو پہنچے، اور المغنی ابن قدامہ میں ہے کہ فرمایا امام حنبلؒ نے میت کو ہر کار خیر کا ثواب پہنچتا ہے جیسا کہ اَحادیث سے ثابت ہے اور اب بھی سارے عالم اسلام میں لوگ جمع ہوتے ہیں اور ختم قرآن پڑھکر مرحوموں کو ایصال ثواب کرتے ہیں، اجماعا بلا انکار۔ الفقہ سنہ

نقل الميت: يحرم عند الشافعية نقل الميت من بلد إلى بلد إلا أن يكون بقرب مكة او المدينة المنورة أو بيت المقدس ، فإنه يجوز النقل إلى إحدى هذه البلاد لشرفها وفضلها . ولو أوصى بنقله إلى غير هذه الأماكن الفاضلة لا تنفذ وصيته لما في ذلك من تأخير دفنه وتعرضه للتغير . ويحرم كذلك نقله من القبر إلا لغرض صحيح ، كأن دفن من غير غسل ، أو إلى غير القبلة ، أو لحق القبر سيل أوندوة .

نقل میت: میت کو ایک ملک سے دوسرے ملک منتقل کرنا حرام ہے مذہب شافعیہ میں، سوا مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور بیت المقدس، اِن جگہوں کے شرف اور فضیلت کی وجہ سے، اگر ان مقامات کے علاوہ میت وصیت بھی کرنے پر اُسکی وصیت پوری نہ کیجائے، اس وجہ سے میت کو دفن کرنے میں تأخیر اور تغیرہ، یعنی میت کا سڑنا یا پھٹنا، اور میت کا قبر سے بغیر ضرورت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا حرام ہے، سوائے غرض صحیح کے، میت کو بغیر غسل کے دفن کر دیا گیا ہو، یا میت کا مُنہ قبلہ کی طرف نہ ہو، یہ قبر کو برسات کے پانی یہ نالے کے پانی سے نقصان پہنچنے کا ڈر ہو

وعند الأحناف: يكره النقل من بلد إلى بلد ، ويستحب أن يدفن

كل في مقبرة البلد التي مات بها، ولا بأس بنقله قبل الدفن نحو ميل أو ميلين لأن المسافة اِلى المقابر قد تبلغ هذا المقدار ، ويحرم النقل بعد الدفن اِلا لعذر كما تقدم. ولو مات ابن لامرأة ودفن في غير بلد وهي غائبة ولم تصبر، وأرادت نقله ،لا تجاب اِلى ذلك۔

امام اُعظم اُبوحنیفہ: کے پاس مکروہ ہے میت کا ایک ملک سے دوسرے کو منتقل کرنا ،اور مستحب ہے کہ جس ملک میں وفات پائے وہیں دفن کریں ، ایک یا دو میل کی مسافت گر ہوتو کوئی حرج نہیں ، بعض قبرستان اکثر میل دو میل کی مسافت پر ہوتے ہیں ، بعد دفن میت کا قبر سے نکال کر منتقل کرنا بنا عذر کے حرام ہے جیسا کے اُپر کی روایت میں گزرا ، گر کوئی ماں بیٹے کی وفات پر موجود نہ تھی اور وہ دوسرے ملک میں فوت ہو گیا ہو ، اور ماں کو صبر نہیں آتا ہو تب بھی دفنائی ہوئی نعش کو منتقل کرنا حرام ہے ،

تعزیت: پُرسہ دینا یعنی میت کے گھر والوں پر جو غم اور مصیبت کا سامنا ہے اُسکو کم کرنے کے لئے رشتہ دار اور دوست واحباب تعزیت میں شرکت کر کے میت کے گھر والوں کا غم کم کرنا اور اُنکی ہمت افزائی کرنا جس سے اُن کے غم میں کمی ہوتی ہے ، اور یہ سنت ہے جیسا کہ امام ابن ماجہ اور بیہقی میں سند حسن سے روایت ہے حضرت عمرو بن حزم سے فرمایا نبی کریم ﷺ نے ((جو کوئی مؤمن پُرسہ دیتا ہے اپنے بھائی مؤمن کو اللہ عزوجل قیامت کے دن اُسکو عزت اور اکرام کا لباس پہنائے گا)) پرسہ میت کے تمام گھر والوں کو دیں چھوتے بڑے مرد اور عورتوں کو ، جوان لڑکیوں کو صرف محارم پرسہ دیں دفن سے پہلے یہ بعد تین دن تک ، اگر کوئی موجود نہ ہو تو تین دن کے بعد بھی پرسہ دے سکتے ہیں ، پرسہ صرف ایک مرتبہ دیں۔

الفاظ: پُرسے کے الفاظ کوئی بھی الفاظ میں پُرسہ دے سکتے ہیں جس سے میت کے گھر والوں کو صبر آئے اور اُنکے غم میں تخفیف ہوئے ، لیکن اُفضل ہے کہ جو الفاظ وارد ہیں جیسا کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا

﴿ أعظم الله لك الأجر ﴾ ﴿ اللہ تعالیٰ آپکو اُجرِ عظیم دے ﴾ مسلمان کو مسلمان اسطرح تعزیت دیں ﴿ اعْظَمَ اللّٰهُ أجْرَكَ وأحْسَنَ عَزَاءَكَ ﴾ ﴿ اللہ تعالیٰ آپکو اُجرِ عظیم دے اور اُسکا اچھا صِلہ دے۔ ﴾

اور جواب میں یوں کہیں : ﴿ اٰجرَكَ الله ﴾ اللہ تعالیٰ آپکو بھی اُجر دے۔

اور طرق عرب میں اسطرح منقول ہے جب تعزیت دینے والا کہتا ہے ﴿ أعْظَمَ اللّٰهُ اجرك ﴾ تو جواب میں یہ کہتے ہیں ﴿ اٰجرَكَ اللّٰهُ ودَوَامُ لِلّه ﴾ اللہ تعالیٰ آپکو بھی اجر دے ہمیشگی والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔اور یوں بھی کہتے ہیں ﴿ أجَرَكَ اللّٰه وَبَقَاءُ لله ﴾ اللہ تعالیٰ آپکو بھی اُجر دے باقی رہنے والی ذات اللہ کی ہے۔

صفة الزيارة القبور : اِذا وصل الزائر اِلى القبر استقبل وجه الميت وسلم عليه ودعا له ، وقد جاء في ذلك : عن بريدةؓ قال : كان النبي ﷺ يعلمهم إذا خرجوا اِلى المقابر أن يقول قائلهم : (السلام عليكم أهل (١) الدار من المؤمنين والمسلمين واِنا اِن شاء الله بكم لاحقون ، أنتم فرطنا ونحن لكم تبع ، ونسأل الله لنا ولكم العافيه)رواه مسلم وأحمد وغيرهما. (١)اهل . منصوب على الاختصاص أو النداء.

زیارت قبور کی کیفیت: جب بھی زائر قبرستان کو جائے ، اپنا چہرا میت کے منہ کی طرف کر کے اسکو سلام کریں اور اُسکے لئے دعاء کریں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے بریدہؓ نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب قبروں کی زیارت کو جاؤ یوں کہو، (اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ،وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ، أنْتُمْ فَرَطُنَا وَنَحنُ لَكُمْ تَبَعٌ ،نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَ لَكُمُ الْعَافِيَة) (السلام علیکم اے اس دار کے مومنوں اور مسلمانوں تم پر سلامتی ہو.ہم بھی تمہارے پیچھے آنے والے ہیں آپ ہم سے

پہلے اور ہم آپ کے پیچھے ہم اللہ سے ہمارے اور تمہارے لئے عافیت چاہتے ہیں یعنی
مغفرت چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ سے۔ خاص ندا سے منصوب ہیں۔

وعن ابن عباس رضي الله عنهما : عن نبي ﷺ مرّ بقبور المدينة ،
فأقبل عليهم بوجهه فقال : (السلام عليكم يا أهل القبور . يغفر الله لنا
ولكم ، أنتم سلفنا ونحن بالأثر) رواه ترمذي

اور ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے سرکار سارے
جہاں: مدینہ منورہ کے قبروں پر تشریف لئے گئے، اور آپ کا چہرے مبارک اُن کے چہرے
کی طرف کر کے اسطرح فرمایا:

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَ لَكُمْ ، أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ))

السلام علیکم اے قبور والوں اللہ تعالیٰ مغفرت کرے ہماری اور تمہاری، آپ ہمارے
آگئے چلے ہم تمہارے پیچھے۔ روایت کیا ترمذی نے

زيارة النساء: رخص مالك وبعض الأحناف ورواية عن أحمد وأكثر
العلماء ، في زيارة النساء للقبور ، لحديث عائشةؓ : كيف أقول لهم
يارسول الله ﷺ أي عند زيارتها للقبور وقدتقدم عن عبدالله بن مُلَيْكة ،
أن عائشة أقبلت ذات يوم من المقابر ، فقلتُ : يا أم المؤمنين من أين
أقبلت ؟ قالت : من قبر أخي عبدالرحمٰن فقلتُ لها: أليس كان نهى
رسول الله ﷺ عن زيارة القبور ؟ قالت : نعم . كان نهى عن زيارة القبور
، ثم أمر بزيارتها. رواه الحاكم والبيهقي وقال الذهبي صحيح . وفي
الصحيحين عن أنس: أن رسول الله ﷺ مربامرأة عند قبرتبكي على

صبي لها ، فقال لها : ((اتقي الله ، واصبري)) ، فقالت : وماتبالي
بمصيبتي . فلما ذهب قيل لها : إنه رسول الله ﷺ فأخذهامثل الموت ،
فأتت بابه ، فلم تجد على بابه بوابين ، فقالت : يارسو الله ﷺ لم أعرفك
، فقال : ((إنما الصبر عند الصدمة الأولى)). ووجهة الاستدل أن
الرسول ﷺ رآها عندالقبر فلم ينكر عليها ذلك۔

ولأن الزيارة من أجل التذكير بالآخرة ، وهوأمر فيه الرجال والنساء
وليس الرجال بأحوج إليه منهن . وكره قوم الزيارة لهن لقلة صبر هن
وكثرة جزعهن ، ولقول رسول الله ﷺ : ((لعن الله زوارت القبور))
رواه أحمد وابن ماجه والترمذي صحيحه قال قرطبي : اللعن
المذكورفي الحديث إنما هو للمكثرات من الزيارة لما تقتضيه الصيغه
من المبالغة . ولعل السبب ما يفضي إليه ذ لك وقد يقال : إذا أمن جميع
ذلك فلا مانع من الإذان لهن ، لأن تذكير الموت يحتاج إليه الرجال
والنساء . قال الشوكاني : تعليقاً على كلام القرطبيؒ : وهذا الكلام هو
الذي ينبغي اعتماده في الجميع بين أحاديث الباب المعارضة في الظاهر .

عورتوں کا قبر کی زیارت کرنا: امام مالکؒ اور بعض احناف نے عورتوں کو قبر کی زیارت
کرنے کی اجازت دی ہے اور امام احمد بن حنبلؒ نے بھی روایات کی اور بھی کثیر علماء نے عورتوں
کو زیارت قبور کی اجازت دی، جیسا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی حدیث میں ہے
آپ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کی، یارسول اللہ ﷺ قبروالوں کے لئے کس طرح استغفار
دعا کریں؟ یعنی زیارت قبور کے وقت، آپؐ نے فرمایا اِس طرح کہو، ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ
الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ،وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ ،
وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ)) اورروایت ہے عبداللہ بن مُلَيْكة سے انھوں نے

دیکھا کہ اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبرستان سے آرہی ہیں، دریافت کیا، یا اُم المومنین آپؓ کہاں سے تشریف لارہی ہو؟ آپؓ نے جواب دیا میں اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ کی قبر کی زیارت سے، صحابیؓ نے کہا، کیا نبی کریم ﷺ نے منع نہیں فرمایا تھا؟ کہنے لگی جی پہلے منع فرمایا تھا، قبروں کی زیارت کرنے سے، پھر حکم دیا قبروں کی زیارت کا۔ روایت کیا امام حاکم اور بیہقی نے اور امام ذہبی نے کہا اسکو صحیح۔ اور صحیحین بخاری اور مسلم میں، اُنسؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ ایک عورت پر سے گزرے دیکھا وہ اپنے بیٹے کی قبر پر رورہی ہے، آپؐ نے فرمایا (اتقی اللہ) اللہ سے تقویٰ کرا اور صبر کر۔ وہ کہنے لگی آپ کو کیا پتہ میری مصیبت کا، جب سرور سارے جہاں وہاں سے چلئے گئے کسی نے کہا، کہ وہ رسول اللہ ﷺ تھے، یہ سنکر وہ ایسی دوڑی جیسے موت اُسکا پیچھا کررہی ہو، در مصطفیٰ پر جا کر کہنے لگی یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ کو دیکھا نہیں، کسی اور کے گمان میں کہدی، آپؐ نے فرمایا (اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةَ الْأُولیٰ) صبر کا فائدہ تو پہلے صدمہ کے ساتھ ہی ہے۔ یہ استدلال بتارہا ہے کہ سرور کونین ﷺ نے عورت کو قبر پر دیکھا اور اُسکو منع نہیں فرمایا۔ کیوں کے زیارت آخرت کی یاد دلانے کے لئے ہے اور یہ ہردو مرد اور عورت کے لئے مشترک ہے، اور یہ صرف مَردوں کے لئے ہی ضروری نہیں، قرطبیؒ فرماتے ہیں، جو حدیث لعنت والی ہے (لعن اللہ زورات القبور) عورتوں کا کثرت زیارت قبور میں مبالیغہ ہوتا ہے بے پردہ بن سَور کے جانا سیر تفریح کرنا، جس سے شوہر کے حقوق پامال ہو، اگر اِن سب چیزوں سے پاک ہو تو شوہر کی اجازت سے کوئی مضائقہ نہیں، جس سے موت کی یاد آئے، یہ ہردو مَرد اور عورت کے لئے ہیں، علامہ شوکانی نے امام قرطبی، کے اس بیان پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا، اگر اِن سب باتوں سے اعتماد ہو تو تمام احدیث میں ظاھراً کوئی معارضہ نہیں۔

بفضلِ تعالیٰ تمت ترجمة الفقه سنة

مترجم الدانیؒ

أبو حمد موسیٰ بن عبدالجلیل باحجاج

فأغفرله یا اللہ وارحمه ولوالدیه

رسالتان کا دوسرا حصه

کِتابُ الرُّوح

جو

علامہ ابن قیم الجوزیؒ کی کتاب سے ترجمہ کیا گیا ہے

﴿ فہرست کتاب الروح۔ ابن قیمؒ ﴾

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆☆

☆

﴿بسم الله الرحمن الرحیم﴾

الحمد لله رب العالمین ، والصلاة والسلام علی أشرف المرسلین شفیع المذنبین سیدنا محمد المبعوث رحمة اللعالمین ،وعلی آله وأصحابه أجمعین

في معرفة الأموات بزیارة الأحیاء وسلامهم:

قال ابن عبدالبر ثبت عن النبّي ﷺ أنه قال : مامن مسلم یمر علی قبر أخیه کان یعرفه في الدنیا فیسلم علیه اِلا رد اللّٰه علیه روحه حتیٰ یردعلیه السلام.

اہل قبور کا زائر کو پہچاننا اور سُننا:

ابن عبد البر سے روایت ہے کے رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے فرمایا علیہ التحیاتُ والسلام نے کہ جب کوئی مسلمان کسی بھی مسلمان بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے جسے وہ زندگی میں جانتا تھا اور اُس پر سلام کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ قبر والے کی روح کو لوٹا دیتا ہے حتی کے وہ اُسکے سلام کا جواب دیتا ہے

وفي الصحیحین عنه صلی الله علیه وآله وسلم من وجوه متعددة : أنه أمر بقتلی بدر فألقوا في قلیب ؛ ثم جاء حتی وقف علیهم وناداهم بأسمائهم : یافلان ابن فلان ویافلان ابن فلان هل وجدتم ماوعدکم ربکم حقاً فاني وجدت ما وعدني ربي حقاً فقال له عمرؓ : یارسول الله ﷺ ما تخاطب من أقوام قد جیفوا؟فقال: والذي بعثني بالحق ماأنتم بأسمع لما أقول منهم ولکنهم لا یستطیعون جواباً

اور صحیحین مسلم وبخاري میں مختلف اسناد سے روایت ہیں کے حضور اکرم ﷺ نے حکم

دیا کے جو جنگ بدر میں قتل ہوئے شہداء کو ایک گڑھے میں ڈال دو: پھر حضور اکرم ﷺ اِس گڑھے کے قریب آ کر کھڑے ہوئے اور اُن کے ناموں کے ساتھ یافلان ابن فلان یافلان ابن فلان و یافلان ابن فلان پکار کر فرمایا کیا تم نے اپنے ربّ کے وعدہ حق پائے ؟ میں نے تو میرے ربّ کا وعدہ حق پایا، اسی وقت سیدنا عمر فاروقؓ یہ سنکر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ تو اُن سے خطاب فرما رہے ہیں جن کی لاشیں بھی سڑ چکی ہیں ؟ تب رحمۃ للعلمین ﷺ نے جواب دیا اور فرمایا قسم ہے اُسکی جو حق ہے اور مجھکو رسول حق بنا کر اُتارا میری بات تم بھی اِن سے زیادہ نہیں سنتے جس قدر وہ سنتے ہیں مگر جواب نہیں دے سکتے ۔

وثبت عنه ﷺ أن الميت يسمع قرع نعال المشيعين له اِذا انصرفوا عنه وقد شرع النبي ﷺ لأمته : اِذا سلّموا على أهل القبور أن يسلّموا عليهم سلام من يخاطبونه فيقول المُسلّم السلام عليكم دار قوم مؤمنين، و هذا خطاب لِمَنْ يسمع ويعقل ولو لا ذلك لمكان هذا الخطاب بمنزلة خطاب المعدوم والجماد . والسلف مجمعون على هذا ، وقد تواترت الأثار عنهم بأن الميت يعرف زيارة الحي له ويستبشر به .

اور سرکار دوعالم ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کے بعد دفن جب لوگ چلے جاتے ہیں تو میت اُنکے جوتوں کی آواز سُنتا ہے اِسی لئے شافع محشر نے اُمت کو یہ بھی تعلیم دی ہے کے جب تم قبر والوں کو سلام کرو تو اسطرح سلام کرو کے تم اُن سے مخاطب ہو (السلام علیکم دار قوم مؤمنین اے اہل ایمان تم پر سلامتی ہو)): اِسطرح کا خطاب اُن سے کیا جاتا ہے جو سُننے کی معرفت رکھتے ہیں ورنہ اس جگہ سلام غیرے سماعت و معرفت بے محل یہ غیر معقول ہوجائیگا اگر سلام کرنے والے کو اِسکا یقین نہ ہو: اہل سلف اِس بات پر متفق ہیں کے اہل قبور زائر کو پہچانتے ہیں اور اُس سے خوش ہوتے ہیں یہاں اِس بات پر غور کریں کہ جو سلام ہم کر رہے

ہیں، وہ مخاطب موجود کے لئے ہے، سلام کا جواب گو آپ نے نہیں سنا لیکن آپ نے سلام صاحب سماعت و معرفت کو کیا جیسا کے ثابت ہے ۔

قال ابو بكر : عبدالله بن محمد بن عبيد بن أبي الدنيا في (كتاب القبور) باب معرفة الموتى بزيارة الأحياء: حدثنا محمد بن عون ،ثنا يحيى بن يمان عن عبدالله بن سمعان عن زيد بن أسلم عن عائشة رضي الله عنها قالت : قال رسول الله ﷺ : ما من رجل يزور قبر أخيه ويجلس عنده إلا استأنس به ورد عليه حتى يقوم .

ورد في إتحاف السادة المتقين وعند السيوطي في الحاوي

فرماتے ہیں زید بن اُسلم روایت ہیں اُم المؤمنین عائشہؓ سے کے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے جب کوئی زیارت کرتا ہے اپنے مؤمن بھائی کی قبر کی اور وہ اُس کے پاس بیٹھتا ہے تو مرحوم کو راحت ہوتی ہیں اور مرحوم اُس سے خوش ہوتا ہے یہاں تک کے زائر وہاں سے اُٹھ کھڑا ہو۔

وابلغ من ذلك أن الميت يعلم بعمل الحي من أقاربه واخوانه ، قال عبدالله بن المبارك : حدثني ثور بن يزيد عن ابراهيم عن أيوب قال : تعرض اعمال الأحياء على الموتى ، فإذا رأوا حسناً واستبشروا، وإن رأوا سوءً قالوا : اللهم راجع به

اور یہ بھی جان کے زندوں کے اُعمال کو اُن کے بھائی اور اُقارب ارواح جانتے ہیں فرمایا عبداللہ بن مبارک کہا مجھکو ثور بن یزید نے کہا اُن کو ابراہیم انھوں نے اُیوب سے فرماتے ہیں کے۔ زندوں کے اُعمال اموات پر پیش کیے جاتے ہیں ۔ اموات نیکیاں دیکھکر خوش ہوتے ہیں اور بدیاں دیکھکر کہتے اے اللہ انھیں ھدایت کی طرف واپس کر۔

وذكر ابن أبي الدنيا عن أحمد بن ابي الحواري قال : حدثني محمد أخي قال دخل عباد بن عباد على ابرهيم بن صالح وهو على فلسطين فقال : عظني . قال بمَ أعظك أصلحك الله ؟ بلغني أن أعمال الأحياء تعرض على أقاربهم الموتى ، فنظرما يعرض على رسول الله ﷺ من عملك . فبكى ابراهيم حتى اخضلت لحيته.

(قال امام ابن القيم ثقة له تصانيف كثير : الفرج بعد الشدة ، مكارم الأئلاق ، مقتل أمير المؤمنين علي بن أبي طالب ، وتوفي عام ۱۸۲هجري.

ابن أبي الدنيا فرماتے ہیں کے احمد بن ابي الحواري نے کہا اُن کے بھائی محمد نے کہا، ابراہیم بن صالح فلسطین میں انکے پاس تھےان کے پاس عباد بن عباد ،آئے اور کہنے لگے مجھکو دانت سے کترو ابراہیم نے کہا، اللہ بھلاء کرے آپ کا، کیوں کتروں، کہنے لگے، معلوم ہوا ہے کے زندوں کے اعمال ان کے اقارب اموات پر پیش کیے جاتے ہیں، اندازہ کرو جب تمہارا اعمل رسول اللہ ﷺ پر پیش ہو، یہ سنکر ابراھیم اتنارو یئے کے اُنکی داڑي تر ہوگی ،علامۃ ابن قیم فرماتے ہیں اسکے راوی ثقہ ہیں اوران کے بہت تصانف ہیں

وكان بعض الأنصار من أقارب عبدالله بن رواحة يقول : اللهم أعوذ بك من عمل أخزى به عند عبدالله بن رواحة ، كان يقول ذلك بعد أن استشهد عبدالله، ويكفي في هذا تسمية المسلّم عليهم زائراً، ولولا يشعرون به لماصح تسمية زائراً، فإن المزور إن لم يعلم بزيارة من زاره لم يصح أن يقال زارة، هذا هو المعقول من الزيا رة عند جميع الأمم. وكذلك السلام عليهم أيضاً ، فإن السلام على من يشعر ولا يعلم بالمسلّم

محال وقد علّم النبي ﷺ أمته إذا زاروا القبور أن يقولوا ، سلام عليكم أهل الديار من المؤمنين والمسلمين، وإنّاإن شاءالله بكم لاحقون ، يرحم الله المستقدمين منّا ومنكم والمستأخرين، نسأل الله لناولكم العافية أخرجه مسلم وأبوداود وأحمد وابن ماجه. وهذاالسلام والخطاب والنداء لموجود يسمع ويخاطب ويعقل ويرد، وإن لم يسمع المسلّم الرد ، وإذا صلى الرجل قريباً منهم شاهدوا وعلموا صلاته وغبطوه على ذلك.

صحابی جلیل عبداللہ بن رواحہؓ جب شہید ہوئے ،تو اُنکے اقارب انصار، یہ کہا کرتے تھے۔ یا اللہ ہم پناہ چاہتے ہیں اُس عمل سے جو تیرے پاس عبداللہ بن رواحہؓ کو شرمندہ کرے اور یہ کافی ہے کے کہنے والا اسطرح کہیں ، اور سلام کرنے والا اسطرح سلام کریں کے وہ اہل ملاقات پر ہیں ،اس لئے کے جب کوئی زائر زیارت ملاقات کرتا ہے تو وہ ملاقات پر ہیں ، اگر ملاقات کرنے والے کو اِس بات کا علم نہ ہو کے وہ کس سے ملاقات کرر ہا ہے تو اس کا ملاقات کرنا صحیح نہ ہوگا، کیوں کے زیارت اسکی کی جاتی ہے جو عاقل ہو اور جانتا ہو، اور عقل کا تقاضہ بھی یہی ہے اور تمام اقوام اس سے واقف ہیں ورنہ زائر کا زیارت کرنا غیر معقول ہوگا، جب کے نبی کریم ﷺ نے اپنی محبوب اُمت کو قبر والوں پر سلام کرنے کی یہ تعلیم دیہے کے جب تم قبروں کی زیارت کروتو اسطرح کہو: (اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ،وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ، نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ،وَيَرْحَمَ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ ، وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ، (سلام ہو اس دار کے مؤمنوں اور مسلمانوں پر انشاء اللہ ہم بھی تمہارے پیچھے پاس آنے والے ہیں ،اور ہم اللہ سے ہمارے اور تمہارے لئے عافیت

چاہتے ہیں، اور رحم فرما، یا اللہ ان پر جو ہم سے پہلے گزر گئے اور ان کے پیچھے آنے والوں پر انشاء اللہ ہم بھی تمہارے پیچھے پاس آنے والے ہیں،)) اِسطرح کا سلام اور خطاب اُن سے کیا جاتا ہے جو سُنے کی معرفت رکھتے ہیں، اور جواب دیتے ہیں اگر چہ سلام کرنے والا سلام کا جواب نہ سن سکے، جب کوئی قبر کے قریب نماز پڑھتا ہے، تو قبر والے دیکھتے ہیں اور انھیں نماز کی خبر ہوتی ہے اور اُسکی نماز پر رشک کرتے ہیں۔

قال يزيد بن هارون: أخبرنا سلمان التيمي عن أبي عثمان النهدي أن ابن مبنا خرج في جنازة في يوم وعليه ثياب خفاف، فانتهى إلى قبر قال: فصليت ركعتين ثم اتكأت عليه، فوالله إن قلبي ليقظان، إذ سمعت صوتاً من القبر: إليك عني لاتؤذني فإنكم قوم تعملون ولا تعلمون، ونحنُ قوم نعلم ولانعمل، ولأن يكون لي مثل ركعتيك أحب إلّي من كذا وكذا. فهذا قد علم باتكاء الرجل على قبر وبصلاته. قال الامام ابن قيم: هذا حديث رواته ثقات والسند إليه صحيح.

فرماتے ہیں یزید بن ھارون ہم کو سلمان التيمي نے کہا عثمان النهدي سے ابن مینا: ایک جنازہ میں تھے اور اس دن وہ باریک ہلکا لباس پہنے ہوئے تھے فرماتے ہیں: جب جنازہ سے فارغ ہوئے۔ دو رکعات نماز ادا کی اس کے بعد ایک قبر سے ٹیکا لگائے سو گئے، کہتے ہیں قسم اللہ کی میرا دل جاگ رہا تھا قبر سے آواز آئی مجھے اذیت مت دو تم لوگ عمل کرتے ہو مگر اُس کی اہمیت نہیں جانتے، اور ہم لوگ عمل نہیں کر سکتے ہیں مگر اُسکی اہمیت اور قدر جانتے ہیں کاش آپ کی طرح دو رکعات نماز مجھے ملتی تو مجھکو فلاں فلاں چیز سے زیادہ عزیز ہوتی۔ تو پتہ چلا کے قبر والوں کو معلوم ہو جاتا ہے کے کون قبر کے پاس ہے اور کیا کر رہا ہے امام ابن قیم فرماتے ہیں کہ اس روایت کے راوی پائے کے ہیں اور یہ سند صحیح ہے۔

الميت يستأنس بالمشيعين: وقد ثبت في الصحيح أن الميت يستأنس بالمشيعين لجنازته بعد دفنه. فروى مسلم في صحيحه من حديث عبدالرحمن بن شماسة المهري قال: حضرنا عمرو بن العاص وهو في سياق الموت فبكى طويلاً وحوّل إلى الجدار فجعل ابنه يقول: ما يبكيك يا أبتاه، أمابشرك رسول الله ﷺ بكذا؟ فأقبل بوجهه فقال: إن أفضل ما نعد شهادة أن لا اله الاالله وأن محمداً رسول الله، وإني كنت على أطباق ثلاث، لقد رأيتني وما أحد أشد بغضاً لرسول الله ﷺ مني، ولا أحب إليّ أن أكون قد استمكنت منه فقتلته فلومت على تلك الحال، لكنت من أهل النار، فلما جعل الله الاسلام في قلبي لقيت رسول الله ﷺ فقلت: ابسط يدك فلأ بايعك فبسط يمينه، قال: فقبضت يدي قال: فقال مَالَكَ يا عمرو؟ قال: قلت أردت أن أشترط قال: تشترط ماذا؟ قلت أن يغفرلي، قال أما علمت أن الاسلام يهدم ما كان قبله، وأن الهجرة تهدم ما كان قبلها، وأن الحج يهدم ما كان قبله، وما كان أحد أحب إليّ من رسول الله ﷺ ولا أجل في عيني منه، وما كنت أطيق أن أملأ عيني منه، إجلالاً له، ولو سئلت أن أصفع ما أطقت، لأني لم أكن أملأ عيني منه ولو مت على تلك الحال لرجوت أن أكون من أهل الجنة. ثم ولينا أشياء ماأدري ماحال فيها، فإذا أنا مت فلا تصحبني نائحة ولا نار، فإذا دفنتموني فسنّوا عليّ التراب سناً، ثم أقيموا حول قبري وقدر ماتنحر جزور ويقسم لحمها حتى أستأنس بكم، وأنظر ماذا أراجع به رسل ربي فدل على أن الميت يستأنس بالحضرين عند قبره ويسربهم

.أخرجه مسلم في كتاب الايمان وأحمد(أطباق ثلاثة: أحوال ثلاثة)

میت کا حاضرین سے خوش ہونا: اُحادیث صحیحہ سے ثابت ہے کے مرحومین بعد دفن شرکت کرنے والوں سے رفاقت محسوس کرتے ہیں، جیسا کے صحیح مسلم کی حدیث میں عبدالرحمن بن شماسه المهري فرماتے ہیں، ہم عمرو بن العاص کی عیادت کو گئے وہ سکرات الموت میں دیوار کی طرف منہ کر کے بہت رو رہے تھے، آپؓ کے صاحب زادے نے کہا ابّا جان آپ کیوں رو رہے ہیں کیا آپ کو رحمۃ اللعلمینؐ نے فلاں فلاں خوشخبری نہیں دی، تب عمرو ابن العاص نے اپنا چہرہ پھیر کر کہا، اب سب سے اُفضل شئے میرے پاس شہادت اَن لا الہ الا اللہ واَن محمداً رسول اللہ ہیں جب کے میری زندگی تین حالتوں میں گزری، مجھے سب سے زیادہ دشمنی جو تھی وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی اور آپؐ کے قتل سے زیادہ کوئی چیز پسندہ نہ تھی، اگر میں اسی حال میں فوت ہو جاتا، تو میں یقیناً جہنمی ہوتا پھر جب اللہ سبحان وتعالی نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈالی تو میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دست مبارک پھلائیں تاکہ میں بیعیت کروں آپؐ نے اپنا دائیں ہاتھ کشادہ کیا، لیکن میں نے میرا ہاتھ دست مبارک میں دینے سے روک لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے یا عمرو؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ایک شرط ہے آپؐ نے کہا کیا شرط ہے میں کہا میرے تمام گناہ معاف ہو جانا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا آپؓ نہیں جانتے۔ اسلام ماقبلِ اسلام کے گناہ گرا دیتا اور ہجرت اُس کے پہلے کے، اور حج، حج سے پہلے کے گناہ گرا دیتا ہے، یہ سنے کے بعد میری نظر میں آپؐ رحمۃ اللعلمینؐ سے زیادہ قدر والا کوئی نہ تھا آپ کی شان بزروگی ایسی تھی کے میں آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر بھر کر بھی نہی دیکھ سکتا تھا، اگر کوئی مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک پوچھتا تو بتانے سے قاصر تھا کیونکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شان جلالت و بزروگی کے سبب پوری

طرح نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اگر میں اُسی حالت میں فوت ہو جاتا، مجھے اُمید تھی کے میں جنت والوں میں ہوتا، پھر اُس کے بعد ایسے حالات کا سامنا ہوا میں نہی جانتا کہ ان کی وجہ سے میرا کیا انجام ہوگا، سو جب میں مرجاؤں تو میرے جنازے میں شرکت کرنے والے نہ روئیں اور نہ آگ روشن کریں، اور جب تم مجھکو دفن کرو، مجھ پر مٹھی بھر مٹی ڈالنا، اُس کے بعد میری قبر کے پاس اتنی دیر ٹھرے رہنا جتنی دیر ایک اُوٹنی ذبح کر کے اسکا گوشت تقسیم کرنے میں لگتا ہے تاکہ میں تم سے مانوس رہوں، اور مجھے پتہ چل جائے کے قبر میں آنے والے میرے ربّ کے پاس کیا لے کر جاتے ہیں، یہ اس بات کی دلیل ہیں کے مرحوم شرکت کرنے والوں سے اور حاضرین سے خوشی اور راحت محسوس کرتے ہیں۔

القراءة عند دفن الميت: في. الجامع. كتاب القراة عند القبور، قال الخلال أخبرنا العباس بن محمد الدوري، ثنا يحيى بن معين ثنا مبشر الحلبيي، حدثني عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن ابيه قال : قال أبي: اِذا أنا مت فضعني في اللحد وقل: بسم الله وعلى سنّة رسول الله وسّن علىَ التراب سناً واقرأ عند رأسي بفاتحة البقرة وخاتمتها، فاِ سمعت عبدالله بن عمر يقول ذلك .

دفن کرتے وقت تلاوت کرنا: کتاب الجامع الفقہ۔ باب کتاب القبور، میں الخلالؒ فرماتے ہیں العباس بن محمد الدوري نے کہا ان سے عبدالرحمٰن العلاء کے والد نے انھیں وصیت کی کے جب میں فوت ہو جاؤں مجھ کو لحد میں ڈالتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنّةِ رَسُوْلُ اَللّٰهِ کہنا اس کے بعد مجھ پر ایک مٹھی بھر مٹی ڈالنا اور میرے سرانے سورہ بقرہ کی اوّل ایات واَخر ایات کی تلاوت کرنا میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے ایسا سنا ہے۔

قال عباس الدوري : سألتُ أحمد بن حنبلؒ قلت : تحفظ في القراء ة على القبر شيئاً ؟ فقال :لا ، وسألت يحيى بن معين فحدثني بهذا الحديث. أخبرني الحسن بن أحمد الوراق، حدثني علي بن موسى الحداد وكان صدوقاً،قال كنت مع أحمد بن حنبلؒ ومحمد بن قدامة الجوهري في جنازة، فلمّا دفن الميت جلس رجل ضرير يقرأ عند القبر، فقال له أحمد : ياهذا اِن القراء ة عند القبر بدعة، خرجنا من المقابر قال محمد بن قدامة لِأحمدبن حنبلؒ :يا أبا عبد الله ماتقول في مبشر الحلبي؟ قال ثقة . قال كتبت عنه شيئاً؟ قال:نعم فأخبرني مبشر عن عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن ابيه أنه أوصى اِذا دفن أن يقرأعند رأسي بفاتحة البقرة وخاتمتها، وقال سمعت ابن عمررضي الله عنهما يوصى بذلك ، فقال له أحمد : فأرجع وقل للرجل يقرأ.

عباس الدوریؒ فرماتے ہیں میں نے امام اَحمد بن حنبلؒ سے دریافت کیا قبر پر قرآن خوانی کے تعلق سے کیا آپؒ کچھ جانتے ہیں آپؒ نے جواب دیانہیں پھرمیں یحیی بن معین سے دریافت کیاانھوں نے یہ حدیث سنائی: مجھے الحسن بن أحمد الوراق، نے انکوعلی بن موسیٰ الحداد جو پائے کے بزرگ ہیں، کہتے ہیں ہم امام أحمد بن حنبلؒ اور محمد بن قدامة الجوهري ایک جنازے میں شریک تھے بعد دفن ایک شخص قبر کے پاس۔قرآن پاک کی تلاوت کرنے لگا۔یہ دیکھ کرامام حنبلؒ نے کہا، اے پڑھنے والے یہ بدعت ہے، پھرہم قبرستان سے باہر نکلے تومحمد بن قدامة الجوهري نے امام احمدؒ سے کہا، مبشر الحلبی کے بارے میں آپؒ کا کیاخیال ہے امام اَحمد نے کہا ،وہ ثقہ ہیں یعنی پائے کے عالم ہیں۔میں نے دریافت کیا، کیا آپؒ

نے اُن سے روایات لی ہیں فرمائے ہاں، پھرمیں نے کہامجھے مبشر الحلبی نے کہاعبدالرحمن بن العلاء اللجلاج سے مروی ہے آپؒ کے والدنے وصیت کی کہ ان پر بعدِ دفن سرہانے سورہ بقرہ کی پہلی ایات اوراخری آیات کی تلاوت کرنا میں نے عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہما سے وصیت کرتے سنا ہے،اِسی وقت امام اَحمد بن حنبلؒ نے کہاجاؤ اوراُس شخص کوتلاوت کرنے کیلئے کہو۔اس امر سے پتہ چلتا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ ابتدا میں قائل نھیں تھے کیوں کے یہ دلیل انھیں نھیں پہنچی تھی، جب دلیل ملگئی تو قائل ہوگئے۔

القراء ة عند القبور بعد الدفن وقال : الحسن بن الصباح الزعفراني : سألت الامام الشافعيؒ عن القراء ة عند القبرفقال لاباس بها.

وذكر الخلال عن الشعبي قال : كانت الأنصار اذامات لهم الميت اختلفوا اِلى قبره يقرأون عنده القرأن ، قال أخبرني أبويحيى الناقد قال سمعت الحسن بن الجروي يقول : مررت على قبر أخت لي فقرأت عندها تبارك لما يذكر فيها فجاء ني رجل فقال : اِني رأيت أختك في المنام تقول :جزى الله أبا علي خيراً، فقد انتفعت بما قرأ.

بعد دفن قبر کے پاس تلاوت کرنا: الحسن بن الصباح الزعفرانی ، نے امام شافعی سے دریافت کیا،قبر کے پاس قرآن خونی کے تعلق سے،آپؒ امام شافعی نے فرمایااس میں کوئی حرج نہیں. الخلالؒ سے مروی ہے شعبی فرماتے ہیں، جب بھی انصاررضوان اللہ علیہم میں کوئی فوت ہوجا تاتووہ قبر کے پاس جاکرقرأن شریف کی تلاوت کرتے۔الخلالؒ ہی سے مروی ہےأبو یحییٰ الناقدؒ فرماتے ہیں حسن بن الجرویؒ نے کہامیں نے اپنی بہن کی قبر پر گیا اورسورہ ملک تبارك الذی کی تلاوت کی۔ایک آدمی میرے پاس آیا،اورکہا میں نے خواب میں آپ کی بہن کودیکھا کہہ رہی تھی کے،اللہ جزائے خیردے علی کے والدکوان کی تلاوت سے مجھکونفع ہوا۔

أخبرني الحسن بن الهيثم قال: سمعت أبابكربن الأطرش ابن بنت أبي نصر بن التمار يقول: كان رجل يجيء الى قبر أمه يوم الجمعة فيقرأ سورة يس، فجاء في بعض أيامه فقرأسورة يس، ثم قال: اللهم إن كنت قسمت لهذه السورة ثواباًفجعله في أهل هذه المقابر، فلماكان يوم الجمعة التي تليها جاء ت امرأة فقالت: أنت فلان بن فلانة ؟قال نعم. قالت: إن بنتاً لي ماتت فرأيتها في النوم جالسة على شفيرقبرها فقلت: ماأ جلسكِ هٰهنا ؟ فقالت: إن فلان بن فلانة جاء إلى قبر أمه فقرأسورة يس وجعل ثوابها لأهل المقابر فأصابنامن روح ذلك أو غفرلنا أونحو ذ لك. وفي نسائي وغيره من حديث معقل بن يسار رضي عن النبي ﷺ أنه قال: ﴿اقرأوا يس على موتاكم﴾ وهذا يحتمل أن يراد به القراء تهاعلى المحتضر عند موته مثل قوله: ﴿لقنوا موتاكم لااله الاالله﴾ ويحتمل أن يراد به القراء ة عند القبر والاول أظهرلوجوه.

أخرجه ابن ماجة وأبو داود وأحمد ومسلم

فرمایا حسن بن الہیثم میں نے ابابکربن الأطرش ابن بنت أبی نصر بن التمار سے سنا کہتے ہیں کے ایک شخص ہر جمعہ کو اپنی ماں کی قبر پر جاکر سورہ یٰس شریف کی تلاوت کیا کرتا تھا ایک روز اس نے سورہ یٰس شریف کی تلاوت کے بعد بارگاہ الٰہی میں نے یہ دعاء کی کے یارب اگر تیرے نزدیک اس سورت کی برکت سے قبرستان والوں کو ثواب مل سکتا ہے تو جو تلاوت میں نے کی اسکا ثواب ان قبرستان والوں پر کردے، جس جمعہ کو انھوں نے تلاوت کی، ایک عورت آئی اوران سے دریافت کیا، کیا آپ فلان بن فلانہ ہیں انھوں نے کہا جی ہاں، کہنے لگی میری ایک لڑکی فوت ہوگئی ہے، میں نے اسے خواب میں

دیکھا کہ وہ قبر کے کنارے بیٹھی ہیں میں نے پوچھا یہاں کیسے بیٹھی ہو جواب میں آپ کا نام لیکر کہا فلان اپنی ماں کی قبر پر آکر سورہ یٰس شریف پڑھی اور اُسکا ثواب اِس تمام قبرستان والوں پر بخشا جن میں، میں بھی شامل ہوں۔ اسکے علاوہ، نسائی شریف میں حضرت معقل بن یسار صحابیؓ سے روایت ہے کے فرمایا نبی کریم ﷺ نے تم اپنے مُردوں پر سورہ یٰس کی تلاوت کرو۔ اسکے دو معنی ہیں، ہوسکتا ہے سکرات کے وقت، کیوں کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿لقنوا موتاکم لااله الاالله﴾ (تم اپنے مردوں پر تلقین کرو یعنی لا الہ الا اللہ کا ورد کرو) یا یہ بھی ہوسکتا ہے قبر پر پڑھو۔ رہا مرنے والوں پر اس لئے بھی کے قرآن کی تلاوت سن کر سکرات کے وقت قرآن سے رحمت والی ایات سنکر تسلی محسوس ہو اور اللہ سبحان وتعالیٰ سے ملاقات کی جستجو ہو سب سے پہلے تو، ﴿لا الہ الا اللہ﴾ سے تسلی وآرام دوسر سورہ یٰس شریف کی تلاوت سے جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿یٰلَیۡتَ قَومي یعلمون بما غفرلي ربّي وجعلني من المکرمین﴾ (کاش میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی کہ میرے پروردگار نے مجھکو بخش دیا) اسطرح کے معنے جب مرنے والے کی روح کو بخشش کی امید اور لقائے الٰہی کی تسکینی دیتے ہیں تو اس کی ملاقات اللہ سبحان وتعالیٰ کو بھی محبوب ہوتی ہے اورسورہ یٰس شریف کی تلاوت کرنا سکرات کے وقت ایک عجیب تاثیر رکھتی ہیں اس سورت کی بڑی خاصیت یہ بھی ہے کے زمانے دارز سے اب تک عادتاً لوگ اس عمل پر عمل پیرا ہیں مترجم سورہ یٰس کو تلقین کے علاوہ بیماری میں بھی پڑھنا شفاء ہے رحمت ہے بعض لوگ ایسا کرنے سے یا ڈرتے ہیں یا کوتاہی کرتے ہیں۔

الموتى يسألون عن الأحياء ويعرفون أقوالهم واعمالهم:

وقد ترجم الحافظ أبو محمد عبد الحق الاشبيلي. ذكرماجاء أن الموتى يسألون عن الأحياء ويعرفون أقوالهم واعمالهم: ثم قال: ذكرأبو

عمر بن عبدالبر من حديث ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي ﷺ ما من رجل يمر بقبر أخيه المؤمن كان يعرفه فيسلم عليه إلا عرفهُ ورد عليه السلام ويروى هذا من حديث أبي هريرةؓ مرفوعاً قال : فإن لم يعرفه وسلم عليه ردّ عليه السلام.

اموات دریافت کرتے ہیں اُحیاءِ زندوں کے تعلق سے اور جانتے ہیں اُن کے اُقوال و افعال کو اور ذکر فرمایا اُبوعمر بن عبدالبر سے حدیث ابن عباس رضي الله عنهما کی فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ جب کوئی شخص گزرتا ہے مؤمن بھائی کی قبر کے پاس سے جو اُسکو زندگی میں جانتا تھا، سلام کرنے پر یقیناً شناخت کرلیتا ہے، ایک اور حدیث مرفوعاً اُبی ھریرۃؓ سے روایت ہے اگر شخصیاً بھی نہیں جانتا ہوتو سلام کرنے پر سلام کا جواب دیتا ہیں۔

قال ويروى من عائشة رضي الله عنها قالت : ﴿ قال رسول الله ﷺ : ما من رجل زور قبر أخيه ويجلس عنده إلّا استأنس به ورد عليه حتى يقوم به . ﴾

روایت ہے اُم المؤمنین عائشہؓ سے کے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب کوئی زیارت کرتا ہے اپنے مؤمن بھائی کی قبر کی اور وہ اُسکے پاس بیٹھتا ہے تو مرحوم کو راحت ہوتی ہیں اور مرحوم اُس سے خوش ہوتے ہیں یہاں تک کے زائر وہاں سے اٹھ کھڑا ہو۔

واحتج الحافظ أبو محمد في هذا الباب بما رواه أبو داوٗدؒ في سننه من حديث أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ : ﴿ مامن أحد يسلّم عليّ إلا ردالله روحي حتىٰ أرد عليه السلام ﴾

حافظ اُبومحمدؒ نے یہ حجت پیش کی کے، حضور اکرم ﷺ کا فرمان جو بھی مجھ پر سلام کرتا ہے تو اللہ سبحان وتعالیٰ میری روح لوٹاتا ہے حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہو۔

قال أبومحمد : ويذكر عن الفضل بن الموفق قال : كنت آتي قبر أبي المرة بعد المرة فأكثر من ذلك ،فشهدت يوماً جنازة في المقبرة التي دفن فيها فتعجلت لحاجتي ، ولم آته فلما كان من الليل رأيته في المنام فقال لي : يابني لم لا تأتيني ؟ قلت له : ياأبت وإنک لتعلم بي إذا أتيتک قال : أي والله يا بني ما أزال أطلع عليک حين تطلع من القنطرة حتى تصل إلي ، وتقعد عندي ، ثم تقوم فلا أزال أنظر إليک حتى تجوز القنطرة . قال ابن أبي دنيا : حدثني إبراهيم بن بشار الكوفي قال : حدثني الفضل بن الموافق القصة . أبومحمد المحدث الفاضل توفي عام ٥٨٧ هجري

اُبومحمد نے فرمایا: فضل بن الموفق نے کہا: میں بکثرت اپنے والد کی قبر پر جایا کرتا تھا، ایک مرتبہ قبرستان میں جنازہ دیکھکر جنازہ میں شرکت کی جہاں میرے والد دفن ہے بعد دفن میں کچھ کام کی وجہ سے جلد وہاں سے نکل گیا، اور والد کی زیارت نہیں کیا، رات کو میں نے خواب میں والد کو دیکھا، فرماتے ہیں، بیٹا آپ میرے پاس کیوں نہیں آے، میں نے کہا؟ کیا آپ کو میرے آنے کی خبر ہوجاتی ہے، والد نے کہا، ہاں قسم ہے اللہ کی جب تم پل سے آتے ہیں اور میرے پاس بیٹھتے ہیں یہاں تک کہ اٹھکر جب جاتے ہوتو پل پر سے گزرنے تک دیکھتا ہوں۔ ابن اُبی دنیاؒ نے فرمایا مجھکو یہ حدیث ابراھیم بن بشار الکوفي کہی اُن کو فضل بن الموفق نے ذکر کیا

وصح عن عمرو بن دينارؒ أنه قال: مامن ميت يموت إلا وهويعلم ما يكون في أهله بعده وإنهم ليغسلونه ويكفنونه وإنه لينظرإليهم . وصح عن مجاهدؒ أنه قال : إن الرجل ليبشرفي قبره بصلاح ولده من بعده.

صحیح سند سے حضرت عمرو بن دینارؒ نے کہا کہ مرنے والا اپنے اہل وعیال کے حالات

سے باخبر رہتا ہے وہ غسل دینے والے کو اور کفن باندھ نے والے کو بھی جانتا ہے اور وہ انھیں دیکھتا ہے اور مجاھدؒ کا قول ہے کے مرحوم اپنی اولاد کی نیکیاں دیکھکر خوش ہوتا ہے

الاستدلال على سماع الموتى التلقين في القبر : ويدل على هذا أيضاً ما جرى عليه عمل الناس قديماً وإلى الأن من تلقين الميت في قبره ، ولوا أنه يسمع ذلك وينتفع به لم يكن فيه فائدة و كان عبثاً، وقدسئل عنه الامام أحمدؒ فاستحسنه واحتج عليه عمل ،ويروى فيه حديث ضعيف ذكره الطبراني في معجمه من حديث أبي أمامة قال: قال رسول الله ﷺ ﴿ إذا مات أحدكم فسويتم عليه التراب فليقم على رأس قبره ،ثم يقول يا فلان ابن فلانة فإنه يسمعو لايجيب،ثم ليقل يا فلان ابن فلانة الثانية فإنه يستوي قاعداً ثم ليقل يا فلان ابن فلانة يقول أرشدنا ر حمك الله ولكنكم لا تسمعون . فيقول اذكرماخرجت عليه من الدنيا شهادة أن لااله الا الله وأن محمداً رسول الله وأ نك رضيت بالله رباً وبإسلام ديناً وبمحمد نبياً، وبالقرأن إماماً. فإن منكراً ونكيراً يتأخر كل واحد منهماويقول : انطلق بنا ما يقعدنا عند هذا وقد لقن حجتة ويكون الله ورسوله حجيجه دونهما. فقال رجل يارسو الله فإن لم يعرف أمه قال : ينسبه إلى أمه حوّاء﴾

دلیل میت کا قبر میں تلقین کا سننا: اور یہ وہ دلیل ہے جو زمانے قدیم سے اب تک میت کو تلقین کرنے کی رسم جاری ہیں، اس سے یہ پتہ چلتا ہے کے میت تلقین سنتا ہے اور اسکو فائدہ ہوتا ہے نہیں تو تلقین بے سود ہو جاتی، اس معاملے میں حضرت امام اُحمد بن حنبلؒ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے تلقین کو اچھا مانا، اور عمل کرنے والوں سے دلیل پکڑی، اسکے

تعلق سے ایک ضعیف حدیث میں بھی آیا ہے امام طبرانی نے اپنی معجم میں ایک ضعیف حدیث حضرت اُبی اُمامہؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے اور تم بعد دفن مٹی برابر کرود، تو تم میں سے ایک شخص سرہانے کھڑا ہو کر اُسکا نام اور اُس کی ماں کا نام لے کر پکارے کہ یا فلان ابن فلانہ ، تو وہ سنتا ہے مگر جواب نہیں دے سکتا ، پھر دوبارہ پکارے یا فلان ابن فلانہ تو وہ اُٹھکر بیٹھ جاتا ہے پھر سہ بار پکارے تو وہ کہتا ہے رہنمائی کر اللہ تجھ پر رحم کریں ، مگر تم اسکی آواز نہیں سن سکتے ، پھر کہو : یاد کرو جسطرح تم نے دنیا میں توحیدِ الٰہی پڑھا کرتے تھے لا الہ الا اللہ کی شھادت اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہے کی شھادت اور تم اللہ تعالیٰ کو اپنا رب اور اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو اپنا نبی مانتے تھے اور قرأن کو اپنا رہنما۔ اِس تلقین کو سن کر منکر نکیر پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور کہتے ہیں چلو اب اسکے پاس کیا بیٹھنا اب تو اس کو تلقین سے اللہ اور اس کے رسول کا عہد یاد دلا کر اللہ اور رسول کو ہمارے سامنے کر دیا۔ یہ سنکر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر مرحوم کی ماں کا نا معلوم نہ ہو تو، آپ ﷺ نے فرمایا اُس کی ماں حوّا کہو۔

فهذا الحديث وإن لم يثبت فأتصال العمل به سائر الأمصار والأعصار من غير انكار كاف في العمل به وما أجرى الله سبحانه العادة قط بأن أمة طبقت مشارق الأرض ومغاربها وهي أكمل الأمم عقولاً وأوفرها معارف، تطبق على مخاطبة من لا يسمع ولايعقل وتستحسن ذلك لا ينكره منها منكر: بل سنه الأول للأخر ويقتدي فيه الأخر بالأول فلولاأن المخاطب يسمع وإلاكان بمنزلة الخطاب للتراب والخشب و الحجروالمعدوم، وهذ وإن استحسنه واحد فالعلماء قاطبة على استقباحه واستهجانه

اگر چہ کہ اس حدیث کا اتصال پورا نہیں ہے مگر اس پر عمل سارے عالم اسلام میں بنا کوئی انکار کے رائج ہے اور یہی بات اس پر عمل کرنے کے لئے کافی ہے کیوں کے یہ ناممکن ہے کے تمام عالم اسلام کی اُمت جو عقل سلیم اور وسیع معلومات میں کامل ترین ہیں ایسے لوگوں سے خطاب کرنے سے اتفاق کرلے جو نہ سن سکتے ہوں نہ سمجھ سکتے ہوں اور اسکو بہتر جانے اور اسکا کوئی انکار بھی نہ کریں بلکہ پہلے عمل کرنے والوں کی سنت دوسرے اور دوسروں کی پہلے قدم بقدم چلیں، اگر مخاطب میں خطاب کو سننے یا سمجھنے کی صلاحیت نہ ہوتو قبر پر سلام کرنا اوران سے خطاب کرنا ایسا ہوگا جیسے مٹی لکڑی یا پتھر بے جان سے خطاب کرنا علماء یہ جانتے ہیں کے کس عمل میں قباحت ہے اور کس میں ٹکراو ہے۔

وقد روى أبو داؤد في سننه بإسناد لا بأس به أن النبي ﷺ حضر جنازة رجل فلما دفن قال: ﴿ سلوا لأخيكم التثبيت فإنه الأن يسال ﴾ فأخبر أنه يسال حينئذً وإذا كان يسال فإنه يسمع التلقين.

اور روایت کی اُبو دوُدؒ نے اپنی سنن میں اور اس روایت میں کوئی حرج نہیں: سرور کونین ﷺ ایک شخص کے جنازے میں شریک تھے بعد دفن آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے بھائی کو قولِ ثابت کی دعاء کرو، کیونکہ اب اُس سے سوال کیا جارہا ہیں تو معلوم ہوا کہ جب مرحوم سے سوال کیا جاتا ہے حاضرین میت تلقین کرنے پر میت تلقین سنتا ہے۔

وقد صح عن النبي ﷺ ﴿ أن الميت يسمع قرع نعالهم إذا ولوا منصرفين ﴾ وقال شبيب بن شيبة: أوصتني أمي عند موتها فقالت: يابني إذا دفنتني فقم عند قبر ي وقل: يا أم شبيب قولي لااله الاالله فلما دفنتها قمت عندقبرها فقلت يا أم شبيب قولي:
لااله الاالله ثم انصرفت. فلما كان من الليل رأيتها في النوم فقالت: يابن كدت أن أهلك لولا أن تداركني لااله الاالله فقدحفظت وصيتي يابني.

تلقین کے ساتھ یہ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے کے میت جنازے میں شرکت کے بعد واپس ہونے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے شبیب بن شیبہ کہتے ہیں کے انکی والدہ نے وصیت کی کے بیٹا جب مجھے دفن کروتو میرے سرہانے ٹھر کر کہنا ، یا اُم شبیب کی ماں کہو ، لا الہ الا اللہ شبیبؒ کہتے ہیں میں نے میری ماں کی وصیت کو پوری کیا رات کو میں نے ، ماں کو خواب میں دیکھا، کہتی ہیں اے میرے بیٹا آفرین ہو تم نے تلقین اور میری وصیت کو پورا کیا ورنہ میں ہلاک ہو جاتی، لا الہ الا اللہ کی تلقین نے مجھ نجات دی۔

ابن قيم: ذهبَ بعض أهل البدع من أهل الكلام أنه لا يصل إلى الميت شيء البتة لا دعاء ولا غيره فالدليل على انتفاعه بماتسبب إليه في حياته ماروا ه مسلم في صحيحه من حديث أبي هريرةؓ أن النبي ﷺ قال: إذامات الإنسان انقطع عمله إلا من ثلاث: صدقةجارية، أو علم ينتفع به، أو ولد صالح يدعوله) فاستثناء هذا الثلاث من عمله يدل على أنها منه، فإنه هو الذي تسبب إليها.

اُہل بدعت کے اقوال ابن قیم: بعض اہل بدعت متکلم کا مسلک ہے کہ مردوں کو نہ دعاء کا ثواب پہنچتا ہے اور نہ کسی عمل کا بھی مطلق کچھ بھی نہیں جب کے ثابت دلیل ہے امام مسلمؒ نے روایت کی ہے اُبوھریرۃؓ سے فرمایا رسول اللہ ﷺ جب کوئی مرتا ہے تو اُس کے اعمال جو اُس پر فرض تھے خاتم ہو جاتے ہیں سوائے تین اعمال کے جو اُس کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتے ہیں (۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جو اُس نے اپنی زندگی میں لوگوں کو سکھایا جیسے تلاوت قرآن ، حدیث وغیرہ جس سے لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہو (۳) نیک اولاد جو اس کیلئے دعاء کریں اِس حدیث سے معلوم ہوا یہ تینوں اعمال کا استثناء بتا رہا ہے کہ یہ عمل میت کے لئے ہی ہیں کیوں کے ان کا سبب وہی تھا

وفي سنن ابن ماجة من حديث أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال : قالَ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
إن مما يلحق المؤمن من عمله وحسناته بعد موته ، علما علّمه ونشره، أو ولدا صالحا تركه ، أومصحفاً ورثه ، أومسجداً بناه ،أوبيتاً لِابن السبيل بناه أونهراً أجراه ،أوصدقة أخرجها من ماله فى صحته وحياته يلحقه من بعدِ موته.

جیسا کہ روایت کیا ابن ماجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ نیک اعمال جو مؤمن نے کئے ہیں مرنے کے بعد بھی اُن اعمال کا نفع اُس میت کو پہنچتا رہتا ہے **علماً علمه** دین اِسلام کا علم سکھانا **ونشره** نشر کرنا یعنی دوسروں تک پہچانا **أو ولداً صالحاً تركه** نیک اولاد کا جھوڑ جانا **أو مسجداً بناه** یعنی مسجد کا بنانا **أوبيتاً لابن السبيل بناه** یعنی مسافر خانہ بنانا فی سبیل للہ **أونهراً أجراه** یعنی نھر جاری کرنا یا کنوٗاں کھدوانا **أوصدقة أخرجهامن ماله** یعنی اپنے مال میں سے صدقہ دینا **فى صحته وحياته** یعنی اپنی زندگی میں باہوش وہواس **تلحقه من بعد موته** یعنی یہ تمام اعمال کا اُجروثواب مرنے کے بھی جاری رہتا ہے۔

الدليل على انتفاع الميت بغير ماتسبب فيه والدليل على انتفاعه بغير ما تسبب فيه القرآن والسنة والاجماع وقواعد الشرع . أمّا القرآن فقوله تعالى﴿ والذين جاءُ ومِن بعد هم يقولون ربّناأغفرّلنا ولاِخوانِناَ الذّينَ سبقونا بِا الايمان ﴾ سورةالحشر. فأثنى الله سبحانه عليهم بِا سغفارهم للمؤمنين قبلهم فدل على انتفاعهم بِاستغفار الأحياء ، وقد يمكن أن يقال إِنما انتفعوا بِا ستغفار لأنهم سنوا لهم الاِيمان بسبقهم اِليه فلما اتبعوهم فيه كانوا كالمستنين فى حصوله لهم ،لكن قد دل على انتفاع الميت بالدعاء اِجماع الأمة على الدعاء له فى صلاة الجنازة.

میت کو وہ نفع کے پہنچنے کی دلیل جو اُس سے تعلق نہیں:

اب یہاں وہ دلیل کا ذکر ہو رہا ہے جو کے خود میت کے اعمال یہ اُس کے گھر والوں سے تعلق نہیں رکھتے جیسا کے اُوپر کی حدیث میں گزرا یہ وہ سببی دلیل ہے جو قرآن وسنت واجماع سے حاصل نفع میت کو پہنچتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالی ہے ﴿ وَالَّذِيْنَ جَاءُ وْمِنْ بَعْدِ هِمْ وَ يَقُوْلُوْ نَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاخْوَانِنَاالَّذِيْنَ سَبَقُوْنَابِاِيْمَانِ ﴾ اور اُن کے بعد آنے والے دعائیں مانگتے ہیں اے ہمارے رب ہماری مغفرت فرما دے اور ہمارے بھائیو کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان پر گزر گئے اللہ تبارک وتعالی اُن مؤمنوں کی تعریف کی ہے جو اُن مؤمنوں کے لئے دعاء اور استغفار کرتے ہیں۔ جو اُن سے پہلے گزر گئے ہیں، تو پتہ چلا کے زندوں کی دعاء مرنے والوں کو نفع پہچاتی ہیں اور ان کی مغفرت کا سبب ہوتی ہے کیوں کے اُنھوں نے ایمان پر چلکر ایمانی راستہ آنے والوں کو آسان کر دیا، اور ہم اس راستہ پر آسان نقشہ قدمی سے اُن کے لئے مغفرت کا سبب ہوئے ، اور یہ دلیل کافی ہے کہ نماز جنازۃ اجماع امت یعنی باجماعت دعاء مغفرت کا کرنا واضح ثبوت ہے۔

وفى سنن من حديث أبى هريرة رضی اللہ عنہ قال : قال رسوالله صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذ اصليتم على الميت فأخلصوا له الدعاء)):

اور سنن ابن ماجۃ واَبوداؤد میں حضرت اَبوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ((جب تم نماز جنازہ پڑھلو تو میت کے لئے دعاء مغفرت سے اختتام))

وفى صحيح مسلم من حديث عوف بن مالك قال : صلّى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم على جنازة حفظت من دعائه وهو يقول : ((اَللَّهُمَّ اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ ، وَأَكْرِمْ نُزلَهُ وَوَسِّعْ مَدْ خَلَهُ ، وَاَغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ ، وَأَبْدِلْهُ دَ

ارًا خَيرًا مِنْ دَارِهِ ، وَأهْلاً خَيرًا مِّن أهْلِهِ، وَزَوجًا خَيرًا مِّنْ زَوجِهِ، وَأدْخِلْهُ الْجَنَّةَ ، وَأعِذْهُ مِنْ عَذَابِ لْقَبرِ وَعَذَابِ النَّارِ :))

اور صحیح مسلم میں عوف بن ملک نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے نماز جنازہ پر یہ دعاء کی جو میں یاد کرلی

((اے اللہ اس کی مغفرت فرما اس پر رحم فرما اور اسے عافیت دے اور اسے درگذر کر اور اسکی عزت والی خاطر فرما اور اس کی قبر کشادہ فرما اس کے گناہ پانی برف اولوں سے دھودے اسے گناہوں سے ایسا پاک کردے جسطرح سفید کپڑا پاک ہوجاتا ہے دھول اور میل سے اسے اس دار کے بدلے اچھا دار نصیب فرما یہاں کے ساتھیوں سے اچھے ساتھی نصیب فرما اِسے اچھا جوڑا اور داخل فرما جنت میں نجات فرما عذاب قبر اور آگ کے عذاب سے))

وفی سنن عن واثلة بن الأسقع ، قال : صلّى رسول الله ﷺ على رجل من المسلمين ، فسمعته يقول: ((اَللّٰهُمَّ اِنّ فُلان بن فلان فِي ذِمَّتِكَ وَحَبلِ جَوارِكَ، فَقِهُ مِنْ فِتنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ ، وَاَنْتَ أهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِ ، فَاغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ ، اِنَّكَ أنتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.

اور سنن میں حضرت واثلة بن الاسقع سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک صحابی کی نماز جنازہ میں نے سنا یہ دعاء پڑھی

((اَللّٰهُمَّ اِنّ فُلان بن فلان فِي ذِمَّتِكَ وَحَبلِ جَوارِكَ، فَقِهُ مِنْ فِتنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَاَنْتَ أهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِ ، فَاغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ ، اِنَّكَ أنتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.

اے اللہ یہ فلاں بن فلاں تیرے ذمۂ کرم و آغوش رحمت میں ہے تو اِسکو امتحان قبر اور عذاب جہنم سے بچا تیرا وعدہ سچا ہے اور تو حق ہے اسے بخش دے اور رحم فرما بشک تو ہی معاف کرنے والا نہایت مہربان ہے۔

وهذا كثير في الأحديث ؛ بل هو المقصود بالصلاة على الميت ، وكذلك الدعاء له بعد الدفن.

اسطرح کثیر احادیث میں آیا ہے بلکہ جہاں پر نمازِ جنازہ کی ادائگی کا حکم ہے اُسکا مقصد یہی ہے کہ میت کے لئے دعاء کی جائے قبل دفن اور بعد دفن بھی، آپؐ نے دعاء فرمائی ہے۔

وفي السنن من حديث عثمان بن عفانؓ ، قال : كان النبي ﷺ إذا فرغ من الدفن الميت وقف عليه فقال: ((استغفروا لأخيكم واسألوا له التثبيت فإنه الآن يسأل))؛ وكذلك الدعاء لهم عند زيارة قبورهم.

اور ابوداود میں سیدنا عثمان بن عفانؓ سے روایت کہ جب نبی کریم ﷺ میت کو دفن سے فارغ ہوتے تو کھڑے ہوکر فرماتے، ((اپنے بھائی کے لئے دعاء کرو کے اللہ تعالیٰ اِسکو سوالات کے جواب دینے کی توفیق دے کیوں کہ اب اس سے سوال ہورہا ہے))اور اسیطرح زیارتِ قبر کے وقت بھی قبر والوں کے لئے دعاء کرتے۔

كما في صحيح مسلم من حديث بريدة بن الحصيبؓ قال : كان رسول اللّه ﷺ يعلمهم إذاخرجوا إلى المقابر أن يقولوا :((اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ أهَلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ،وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لاحِقُوْنَ ، نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَ لَكُمُ الْعَافِيَةَ))

جیسا کے صحیح مسلم میں بریدہ بن الحصیبؓ نے فرمایا۔ کے ہم کو رسول اللہ ﷺ نے سکھایا جب تم قبروں کی زیارت پر جائے تو اسطرح کہو

(اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ أهَلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ،وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لاحِقُوْنَ ، نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَ لَكُمُ الْعَافِيَةَ)

((السلام علیکم اے اس دار کے مؤمنوں اور مسلمانوں تم پر سلامتی ہو۔ ہم بھی تمہارے پاس آنے والے ہیں اور ہم اللہ سے ہمارے اور تمہارے لئے عافیت چاہتے ہیں یعنی مغفرت))

وفي صحيح مسلم أن عائشة ؓ سألت النبي ﷺ كيف تقول إذا استغفرت لأهل القبور ، قال : قولي : ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ ، وَإِنَّا إِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ،))

اوراسطرح صحیح مسلم ہی کی حدیث ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کی کہ قبروالوں کے لئے کسطرح استغفار یعنی دعاء کریں آپ ﷺ نے فرمایا اسطرح کہو ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ ، وَإِنَّا إِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ،))

(سلام ہو اس دار کے مؤمنوں اور مسلمانوں پر اور رحم فرمائے اللہ تعالی ان پر جو ہم سے پہلے گزر گئے اور اُن کے پیچھے آنے والوں پر ، ان شاءاللہ ہم بھی تمہارے پیچھے آئینگے))

وفي صحيحه عنها أيضاً أن رسول الله ﷺ خرج في ليلتها من آخر الليل إلى البقيع فقال : ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَأَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ .))

صحیح مسلم کی ہی حدیث میں ہے فرماتی ہیں عائشہ ؓ میری باری کی رات آپ ؐ رات کے آخری حصہ میں بقیع کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمِ

الْمُؤْمِنِيْنَ وَأَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ .))

((السلام علیکم سلامتی ہو مؤمنوں کے ٹھکانے والوں تم پر جو وعدہ تم سے تھا وہ تم نے پالیا کل قیامت کو ہم بھی انشاءاللہ آنے والے ہیں یااللہ مغفرت فرما بقیع والوں کی۔))

ودعاء النبي ﷺ للأموات فعلاً وتعلماً، ودعاء الصحابة والتابعين والمسلمين عصراً بعدعصر أكثرمن أن يذكر وأشهر من أن ينكر، وقد جاء أن الله يرفع درجة العبد في الجنة فيقول: أنى لي هذا ؟ فيقال: بدعاء ولدك لك .

اِسطرح نبی کریم ﷺ کا اموات کے لئے دعاء کرنا خود آپ ؐ رحمۃ للعلمین فعلاً وتعلیماً دعاء کرنا ، اور صحابہ اکرام وتابعین اور اُن کے بعد ہر دور میں یہاں تک کے اُن کا شمار غیر ممکن ہے اور جہاں تک اِسلام پھیلا وہاں تک یہ سنتیں ایسی گڑھی کے اُن کا انکار ممکن ہی نہیں اور جیسا کے آیا ہے جب اللہ تعالی مرحوم کے درجے جنت میں بلند کرتا ہے تو وہ پوچھتا ہے؟ یہ درجے کیوں کر بلند ہوئے تو اُس سے کہا جاتا ہے یہ تمہارے فلاں بیٹے کی دعاء کے سبب۔

إثبات وصول ثبات الصدقة إلى الميت : وأما وصول ثواب الصدقة : وفي صحيح البخارى : عن عبد الله بن عباس رضى الله تعالى عنهما : أن سعد بن عبادة ؓ ، توفيت أمه وهو غائب عنها ، فأتى النبي ﷺ ، فقال يا رسول الله ﷺ إن أمي توفيت وأنا غائب عنها فهل ينفعها إن تصدقت عنها ؟ قال [نعم] قال : فإني أشهدك أن حائطي المخراف صدقة عنها .

میت کی طرف سے جو صدقہ دے اُس کا ثواب میت کو پہنچے گا: رہا صدقہ کا ثواب پہنچنا میت کو صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کے جب سعد بن عباد کی ماں کا انتقال ہو وہ موجود نہیں تھے، آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ میری ماں کا انتقال کے

وقت میں موجود نہیں تھا، اگر میں ماں کی طرف سے صدقہ خیرات کروں تو نفع یعنی ثواب پہنچے گا؟ آپؐ نے فرمایا، ہاں یعنی پہنچے گا۔ اُنھوں نے کہا یارسول اللہ میرا ایک باغ ہے میں آپؐ کو گواہ کرتا ہوں کے میں نے اس باغ کو میری ماں کی طرف سے صدقہ خیرات کردیا: اِس کا ایصال ثواب میری ماں کو پہنچے؛

في صحيح مسلم: عن ابي هريرة: أن رجلاً قال للنبي ﷺ إن أبي مات وترك مالاً ولم يوصَ فهل يكفرّعنه أن أتصدق ؟ قال : نعم

صحیح مسلم اُبوھریرۃؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے کہا میرے والد کا انتقال ہوگیا اور وہ ترکہ میں مال چھوڑ گئے اور کوئی وصیت بھی نہیں کی، کیا میں اُن کی طرف سے کفّارہ صدقہ دے سکتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں

وفي سنن ومسند أحمد : عن سعد بن عباد أنه قال : يا رسول الله ، إن أم سعد ماتت فأي الصدقة أفضل ؟ قال: (الماء) فحفربئراً وقال هذا لأم سعد

اور سنن ابن ماجہ و مسند امام اُحمد میں سعد بن عبادؓ سے روایت ہے انھوں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ میری ماں اُم سعد کا انتقال ہوگیا کون سا صدقہ افضل ہے آپ ﷺ نے فرمایا پانی سعد بن عبادؓ نے کنوٗاں کھدوایا اور کہا یہ اُم سعد کے لئے ہے۔

وصول ثواب الصوم والحج وأما وصول ثواب الصوم ففي الصحيحين ،عن أم المؤمنين عائشةؓ ، أن رسول الله ﷺ قال [من مات وعليه صيام صام عنه وليه]

حج اور، روزے کے ثواب کا پہنچنا: حج اور روزے کے ثواب کے اُصول کے تعلق سے صحیح مسلم و بخاری میں اُم المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس پر روزے قضاء ہوں اور فوت جائے تو اُس کا ولی ادا کرے:

وفي صحيحين أيضاً عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال : جاء رجلَ إلى النبي ﷺ فقال : يا رسول الله ﷺ إن أمي ماتت: وعليها صوم شهر أفأقضيه عنها؟ قال : نعم ، فدين الله أحق أن يقضي

اور بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا یارسول اللہ ﷺ میری ماں کا انتقال ہوگیا اور اُس پر ایک مہینے کے روزے تھے کیا میں اُسکی طرف سے ادا کرسکتا ہو؟ تو آپؐ نے فرمایا: بلکل کیوں کہ بقایا کی ادائیگی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حق پہلے ہے

وفي روايه : جاء ت امرأة إلى رسول الله ﷺ فقالت : يارسول الله ﷺ إن أمي ماتت وعليها صوم نذر أفأصوم عنها ؟ قال : أفرأيت لو كان على أمك دين فقضيته أكان يؤدى ذلك عنها ؟ قالت : نعم . قال فصومي عن أمك ، وهذا اللفظ للبخاري وحده تعليقاً

بخاری کی ایک اور روایت میں ہیں ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی یارسول اللہ میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے اور اُس پر ایک مہینے کے نذر یعنی منت کے روزے ہیں کیا میں اُس کی طرف سے رکھ سکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا، اگر تمہاری ماں پر کوئی

بقایا قرض ہوتو، ادانہیں کرتی ؟ کہا، جی ادا کرتی، آپؐ نے فرمایا تو پھر تم اُن کی طرف سے روزہ رکھو۔

وعن بريدة رضي اللّه تعالى عنه قال: بينا أنا جالس عند رسول اللّه ﷺ إذأتته امرأة فقالت: إني تصدقت على أمي بجارية وأنها ماتت. فقال: وجب أجرك وردها عليك الميراث، فقالت: يا رسول اللّه إنه كان عليها صوم شهر أفأصوم عنها ؟ قال: صومي عنها، قالت إنها لم تحج قط أفأحج عنها ؟ قال حجي عنها؛ رواه مسلم، وفي لفظ صوم شهرين.

فرمایا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کے ایک عورت آئی اور کہنے لگی میں میری ماں کو ایک باندی صدقہ ہبہ کی تھی، میری ماں فوت ہوگئی ہیں، اور وہ لونڈی چھوڑگئی، آپؐ نے فرمایا تیرا نیکی کا اجر ثابت ہوتے ہوئے تجھکو تیری لونڈی بھی ملیگی، پھر کہنے لگی یارسول اللہ اور اُس پر ایک مہینے کے روزے تھے کیا میں اسکی طرف سے قضا کروں آپؐ نے فرمایا: ہاں، پھر کہنے لگی یارسول اللہ میری ماں نے حج کیا ہی نہی کیا میں حج کرسکتی ہوں اُسکی طرف سے آپؐ نے فرمایا تم ان کی طرف سے حج بھی کرو، مسلم شریف کی روایت میں دو مہینے کے روزوں کا ذکر ہے۔

وعن ابن عباس رضي الله عنهما: أن امرأة ركبت البحر، فنذرت إن اللّه نجاها أن تصوم شهراً، فأنجاها اللّه فلم تصم حتى ماتت، فجاءت بنت ها أو أختها إلى رسول اللّه ﷺ فذكرت ذلك فقال: [صومي عنها] وكذلك روي عنه ﷺ وصول ثواب بدل الصوم وهو الإطعام.

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کشتی میں ایک عورت منت کی کے اگر میں سلامت اُتر جاؤں تو مہینے کے روزے رہوں گی اللہ تعالیٰ اسکو نجات دی مگر وہ

روزے نہیں رکھی اور فوت ہوگی۔ اُسکی بیٹی یہ بہن نے آکر رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا، آپؐ نے فرمایا: اُسکی طرف سے روزہ رکھو، آپؐ سے یہ بھی روایت ہے کے روزے کے بدلے کھانے کا بھی ثواب پہنچتا ہیں

وفي سنن أبي داؤد عن ابن عباس رضي اللّه عنهماقال: إذا مرض الرجل في رمضان ولم يصم أطعم عنه، ولم يكن عنه قضاء، وإن كان عليه نذر قضى عنه وليه،

اور سنن اُبوداؤد میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اگر کوئی رمضان میں بیمار ہو جائے اور روزے نہ رکھ سکے تو اُسکی طرف سے کھانا دو اور اگر اُس پر نذر کے روزے ہوں تو اُسکا ولی یعنی سرپرست یا وارث قضاء کرے۔

وصول ثواب الحج وأما وصول ثواب الحج ففي صحيح البخاري عن ابن عباس رضي اللّه عنهما: أن امرأة من جهينة جاءت إلى النبي ﷺ فقالت: إن أمي نذرت أن تحج فلم تحج حتى ماتت أفأحج عنها ؟قال: حجي عنها، أرايت لو كان على أمك دين أكنت قاضيته؟ اقضوا دين اللّه فاللّه أحق بالوفاء. وقد تقدم حديث بريدة، وفيه أن أمى لم تحج قط أفأحج عنها ؟ قال حجي عنها.

حج کے ثواب کا پہنچنا: رہا حج کے ثواب کا پہنچنا، صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، قبیلہ جُهَينَة کی عورت نے آکر نبی کریم ﷺ سے کہا یارسول اللہ ﷺ میری ماں نے حج کی منت کی تھی اور وہ حج کیے بغیر ہی فوت ہوگی کیا میں اُسکا حج کرسکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا حج کر، اِس لئے کے اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا نہیں کرتی ؟ تو پھر اللہ کے دین کو ادا کرنا حق اور وفاء ہے، اسطرح حضرت بریدؓ والی حدیث میں

گزر چکا ہے کے ایک عورت نے کہا میری ماں نے حج کیا ہی نہیں تو آپؐ نے کہا تم اُن کی طرف سے حج کرو۔

وعن ابن عباس رضي اللّه تعالى عنهماقال : إن امرأة سنان بن سلمة الجهني سألت رسول اللّه ﷺ أن أمها ماتت ولم تحج أفيجزي عنها ؟ قال : نعم . لو كان على أمها دين فقضيه عنها ألم يكن يجزئ عنها ؟ رواه النسائي.

نسائی کی روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا : سنان بن سلمة الجُهنِي کی عورت نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ میری ماں فوت ہوگئی اور وہ حج نہیں کی کیا میں اُس کی طرف سے حج کر کے اُجر پہنچا سکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا (جی ہاں) اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا اور تم ادا کرتی تو کیا اُسکو اُجر نہیں ملتا؟

و روي أيضاً عن ابن عباس رضي اللّه تعالى عنهما : أن امرأة سألت النبي ﷺ عن أبيها مات ولم يحج ، قال : حجي عن أبيكِ.

اسی طرح آپؓ سے روایت ہے ایک عورت آئی اور کہی، میرے باپ کا انتقال ہوگیا اور وہ حج نہیں کئے آپؐ نے فرمایا: تو اپنے باپ کی طرف سے حج کر۔

و روي أيضاً عنه قال . قال رجل يا نبي اللّه ﷺ إن أبي مات ولم يحج أفأحج عنه ؟ قال : أرأيت لو كان على أبيك دين أكنت قاضية ؟ قال : نعم . قال : فدين اللّه أحق .

اور اسی طرح آپ ہی سے روایت ہے کہ۔ ایک شخص آیا اور کہا یا نبی اللہ ﷺ میرے باپ کا انتقال ہوگیا ہے اور وہ حج نہیں کیے۔ کیا میں اُن کی طرف سے حج کرسکتا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا گر اُن پر قرض ہوتا تو ادا نہیں کرتے؟ کہا جی ادا کرتا آپؐ نے فرمایا پھر اللہ کا دین بھی حق ہے۔

وأجمع المسلمون على أن قضاء الدين يسقطه من ذمته ولو كان من أجنبي أو من غير تركته ، وقد دل عليه حديث أبي قتادة حيث ضمن الدينارين عن الميت ، فلما قضاهما قال له النبي ﷺ (الآن بردت عليه جلدته) رواه أحمد وأبو دؤد .

امت مسلمہ اِس پر متفق ہیں کہ جب مرنے والے پر قرض ہو اور زندوں کی طرف سے ادا ہو اور اُس کی ادائیگی سے میت کو نجات ملتی ہے چاہے قرض کی ادائیگی خود مرحوم کے مال سے ہو یا ادا کرنے والا غیر ہو۔ اِس کا پتہ اِس حدیث سے ملتا ہے کہ اَبی قتادہ رضی اللہ عنہ نے دو دینار قرض جو میت پر تھا جس کی وجہ سے میت پر عذاب ہو رہا تھا اُس قرض کی ادائیگی کے ضامن بنے اس ضمانت کی وجہ سے میت پر عذاب ہونا موقوف ہوگیا، حدیث شریف اِسطرح۔ ایک صحابی کے جنازے پر آپؐ سرورکونین ﷺ تشریف فرماں تھے بعد دفن آپؐ نے فرمایا اِس کی چمڑی جل رہی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وجہ ہے آپؐ نے فرمایا اِس پر قرض ہے پوچھا گیا کتنا قرض ہے کہا دو دینار اُسی وقت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ نے کہا میں اِسکا قرض دونگا ، اُوسی وقت آپؐ رحمۃ اللعالمین نے فرمایا اب اِسکی چمڑی ٹھنڈی پڑی۔ اَبوداؤد ، واِمام اَحمد بن حنبلؒ

وأجمعوا على أن الحي إذا كان له في ذمة الميت حق من الحقوق فأحله منه أنه ينفعه ويبرأ منه ، كما يسقط من ذمة الحي ، فإذا سقط من ذمة الحي بالنص والإجماع مع إمكان أدائه له بنفسه ، فسقوطه من ذمة الميت بإبراء حيث لا يتمكن من أدائه أولى وأخرى ،وإذا انتفع بالإبراء والإسقاط ، فذلك ينتفع بالهبة والإهداء ولا فرق بينهما ، فإن ثواب العمل حق المهدي الواهب ، فإذا جعله للميت انتقل إليه ، كما أن ما على

الميت من الحقوق من الدين وغيره هو محض حق الحي فإذ أبرأه وصل الابراء إليه وسقط من ذمته ، فكلاهما حق للحي .فأي نص أو قياس أو قاعدة من قواعد الشرع يوجب وصول أحدهما ويمنع وصول الآخر؟

علماء اِس پر متفق ہیں، کہ حقوق کے ساقط ہو جانے پر کہ جب جو قرض میت پر تھا اور اُس قرض کو زندہ معاف کر دیں تو میت کی ذمہ سے قرض اُتر جاتا ہے اور وہ بری ہوتا ہے، یعنی میت کو نفع پہنچا۔ جیسے زندہ نے زندہ کا قرض معاف کرنے سے وہ آزاد ہو جاتا ہے، جب کہ وہ اپنا قرض ادا کر سکتا ہے اور میت اِس سے عاجز ہیں اسی لئے میت کی طرف سے بدرجہ اولی معاف کرنے سے زندہ کا حق ساقط ہو جائیگا کیوں کہ وہ ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا ہے۔ تو پتہ چلا کہ جب ایک بھائی کی بیکسی پر معاف کرنے نذرانہ پیش کرنے پر اُسکا نفع ثواب مل سکتا ہے ھبہ یعنی کوئی چیز کو اپنے پر تعین کر لینا، اور ہدیہ یعنی نذرانہ کرنا ہدیہ چاہے مالی ہو یہ عملی ہو کیوں کہ، عمل کے ثواب کا عامل کو حق ہے اور عمل کرنے والا اُسکا ثواب میت کو بخش دیں تو اُسکا اُجر و ثواب پہنچتا ہیں جیسا کہ میت کے حقِ دین میں معاف کرنے سے دین ساقط ہوا۔ اس طرح تمام اعمال کا وصول بھی حق ہے جس میں کوئی فرق نہیں، اور تمام نصوص کی روشنی میں قیاس اور قاعدہ شریعت سے یہ تمام اعمال کے ثواب کا وصول بھی حق ہے، پھر کس قاعدہ اور قیاس شریعت سے ایک عمل کے ثواب کا پہنچنا اور دوسرے کا نہیں

وهذه النصوص متظاهرة على وصول ثواب الأعمال إلى الميت إذا فعلها الحي عنه وهذا محض القياس فأن الثواب حق للعامل ،فإذا وهبه لأخيه المسلم لم يمنع ذلك، كما لم يمنع من هبة ماله في حياته ، وإبرائه له منه بعد موته.

یہ وہ روشن نصوص ہیں جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ، زندوں کے اعمال کا ثواب میت کو پہنچتا ہے، جو زندوں نے میت کے لئے کئے کیوں کہ ثواب کا حقدار عمل کرنے والا ہے اگر وہ اپنے مسلمان بھائی کو بخش دیں اس سے کوئی روک نہیں جیسا کے وہ اپنی زندگی میں کیسی کو دینے سے روک نہیں تھی، میت پر گر قرض ہو تو معاف کرنے سے نجات ہوتی ہے، ایسی قیاس سے تمام اعمال کا وصول ظاہر ہیں

وقد نبه النبي ﷺ بوصول ثواب الصوم الذى هو مجرد ترك ونية تقوم بالقلب لا يطلع عليه إلا الله وليس بعمل الجوارح ، وعلى وصول ثواب القراءة التى هي عمل باللسان تسمعه الأذن وتراه العين بطريق الأولى ، ويوضحه أن الصوم نية محضة وكف النفس عن المفطرات، وقد أوصل اللّه ثوابه إلى الميت ، فكيف بالقراءة التى هي عمل ونية ، بل لا تفتقر الى النية ، فوصول ثواب الصوم إلى الميت فيه تنبيه على وصول سائر الأعمال.

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے آگاہ فرمایا روزے کے ثواب کے وصول سے، جو صرف نیت کے ساتھ مفطریات سے روکے رہنے کا عمل ہے جس میں کوئی اُعضائی عمل نہیں۔ جسکو بندہ اور ربّ ہی جانتا ہے۔ اور قرأت قرآن پاک کے ثواب کا پہنچنا جیسے آنکھ دیکھے اور زبان پڑھے اور کان سنے جو سب سے بہتر طریقہ ہے، جب کہ واضح ہے روزے کے ثواب کا وصول جو صرف کفایت نفس اور مفطریات سے روکے رہنے کا عمل ہے جسکا اُجر اللہ سبحان وتعالی میت کو پہنچا رہا ہے، تو پھر اللہ کے کلام کا پڑھنا جس میں عمل بھی ہے اور نیت بھی قرآن کا پڑھنا عمل ہوا، اور اُسکو بخشنا نیت سے ہے، جہاں روزے کا ثواب میت کو پہنچ رہا ہے، وہاں آگاہ کیا جا رہا ہے کہ تمام اعمال کا وصول بھی میت کے لئے حق اور ثابت ہے۔

والعبادات قسمان : مالية وبدنية . وقد نبه الشارع بوصول ثواب الصدقة على وصول ثواب سائر العبادات المالية ؛ ونبه بوصول ثواب الصوم على وصول ثواب العبادات البدنية . وأخبر بوصول ثواب الحج المركب من المالية . والبدنية . فالأنواع الثلاث ثابتة بالنص والاعتبار والله التوفيق .

عبادات کی دوقسم ہیں :ایک مالی دوسری بدنی جیسا کے شریعت سے ثابت ہے صدقہ کا ثواب کا پہنچنا، اور وہ تمام مالی عبادات کے ثواب کا وصول جس کی وضاحت روزے کے ثواب میں ہے جو بدنی ہے، اور معلوم ہوا حج کے ثواب کا وصول جو مرکب مالی اور بدنی ہیں اِن تینوں عبادات کا وصول شرعی اِعتبار سے ثابت ہیں اللہ تعالی توفیق دینے والا ہے۔

الحمد لله والشكرُ لله

تمت ترجمة كتاب الروح لابِن قيّمؒ

مُترجم ومصنف الادنى

أبوحمد موسیٰ بن عبدالجليل باحجاج العجاج

فَأغْفِرْهُ ياالله وَأرْحَمْهُ ولِوَالِدَيْهُ

بارکس ممتاز باغ مقبول یافعی گلشن حیدرآباد-۵۰۰۰۰۵ آندھراپریش الھند باحجاج گلشن نمبر۴-۲۸-۳۰-۱۸-۱۱

سکرات الموت سے، غسل میت، نماز جنازہ، دفن میت زیارت قبور، اور ایصال ثواب کے مسائل

کتاب ملنے کا پتہ
مسجد محمدیہ ممتاز باغ مقبول یافعی گلشن کالونی بارکس
حافظ وقاری مولانا شیخ احمد بن صالح باوزیر حفظہ اللہ
(کامل جامعہ نظامیہ) حیدرآباد دکن
رابطہ کیلئے موبائیل نمبر: 9985150039

email:resalatan@gmail.com
Writer: final_gulshan@yahoo.com
www.resalatan.com